امن کا ستارہ

سردار جعفری

امن کا ستارہ

شاعر کی دوسری کتابیں

"نئی دُنیا کو سلام" ۱۹۴۷ء
"خون کی لکیر" ۱۹۴۹ء

امن کا ستارہ

سردار جعفری

کتب پبلشرز لمیٹڈ بمبئی

پہلی اشاعت جولائی سنہ ۱۹۵۰ء

قیمت ایک روپیہ چار آنے صرف

فیروز مستری نے قادری پریس نور منزل محمد علی روڈ بمبئی ۳
سے چھپوا کر کتب پبلشرز لمیٹیڈ اپولو بندر بمبئی ۱ سے شائع کیا۔

امنِ عالم کے مجاہدوں کے نام !

جنگ باز خونخوارو
ہم تمہیں سزا دیں گے
یہ غرورِ زرداری
خاک میں ملا دیں گے
خون کے پیاسے ہو
ہم مزا چکھا دیں گے
وہ نظام، وہ دنیا
جس میں جنگ پلتی ہے
اک دن مٹا دیں گے

سردار جعفری

پیش لفظ

یہ تین طویل نظموں کا مجموعہ ہے جسے کسی پیش لفظ یا دیباچہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ میں نے اپنی نظموں میں کہا ہے۔ صرف ایک نظم "استالن کتھا" کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے

"یہ نظم اردو اور ہندی کی سب سے زیادہ عام اور مقبول بحر میں لکھی گئی ہے۔ میں نے عام طور سے ساڑھے سات ارکان استعمال کئے ہیں لیکن کہیں کہیں جذباتی بہاؤ اور اسکی پیدا ہونے والی شاعرانہ روانی سے مجبور ہو کر آٹھ ارکان بھی استعمال کر لئے ہیں میں بڑی آسانی سے ساڑھے سات ارکان تک محدود رہ سکتا تھا لیکن میں نے اسکی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ اس پر غیر ضروری اصرار ایک قسم کی فنی اصول پرستی اور

اس سے پیدا ہونے والی تنگ نظری اور تعصب کے سوا کچھ نہیں

دو چار لفظ زبان کے متعلق ـــــ زبان میرے نزدیک مقصود الذات نہیں ہے وہ ایک سماجی وسیلہ ہے جس کے ذریعہ سے ایک انسان کے خیالات اور جذبات دوسرے انسان تک پہونچتے ہیں اور اس لئے وہ خیالات وجذبات اور سماجی ضروریات کی پابند ہے میری شاعری خواص کیلئے نہیں ہے بلکہ عوام کیلئے ہے اور میری خواہش اور کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ سمجھ سکیں کارخانوں میں کام کرنیوالے مزدور اور کھیتوں میں ہل جوتنے والے کسان ۔ اس لئے میں نے بول چال کی زبان کو بنیاد بنایا ہے اور کہیں کہیں "بازاری" محاورے اور الفاظ (SLANG) بھی استعمال کر لئے ہیں جو بہت سے "سخن شناسوں" کو ناگوار گذریں گے لیکن "ناشناسوں" کو بہت مزہ آئیگا ۔ میں عام طور سے اچھی شاعری میں "بازاری" محاورں اور زبان کا استعمال جائز نہیں سمجھتا لیکن ایک ایسے سماج میں جسکی اکثریت کا بہت بڑا حصہ جان بوجھ کر اَن پڑھ اور جاہل رکھا گیا ہو اگر عوامی شاعری "بازاری" محاوروں اور الفاظ ہی سے نہیں بلکہ گالیوں سے بھی کام لے تو کوئی ہرج نہیں ہے کیونکہ ہم جس طبقے کیخلاف جدوجہد کر رہے ہیں اسکے کردار وافعال اتنے گھناؤنے ہیں کہ ہماری زبان کے "مہذب" الفاظ اس گھناؤنے پن کو ادا کرنے سے قاصر ہیں اسلئے اُن کیخلاف نفرت کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے "بازاری" محاورں اور الفاظ کو یہ سماجی فریضہ انجام دینا پڑیگا۔

میں نے ایک اور جرأت کی ہے یعنی دیہاتی بولی کے ساتھ ہندی اور
ردو کی ادبی زبان کی آمیزش کر دی ہے اور کہیں کہیں لفظوں کا وہی تلفظ باقی رکھا ہے
جو اَن پڑھ زبانوں پر ہے مثلاً "کارخانوں" کی جگہ "کرخانوں" اور "بدمعاشوں" کی جگہ "بدمانسوں"
لکھا ہے

اس نظم میں رومانیت کی آمیزش ضرور ہے لیکن مبالغہ کہیں نہیں ہے لیکن
رومانیت تاریک اندیش نہیں بلکہ روشن نظر ہے۔ مبالغے کی ضرورت مجھے اس لئے پیش
نہیں آئی کہ اشتراکی حقیقت خود مبالغے اور تخیل سے بھی زیادہ حسین اور شاعرانہ ہے۔ انسانی
تخیل اور جذبات نے صدیوں حسین و جمیل دنیا کی تعمیر کے خواب دیکھے ہیں اور جنہیں
گیتوں، داستانوں اور کہانیوں میں بند کر دیا ہے سوویت یونین کی تعمیر اس سے بھی کہیں
زیادہ حسین ہے خوابوں، افسانوں اور گیتوں پر حقیقت کی یہ فتح استالن کے خلاق اور
معمار ہاتھوں کی مرہونِ منت ہے۔

سوویت یونین سرمایہ داری، سامراج، ظلم اور استحصال کو مدت ہوئی ختم کر چکا
آج وہاں کے سائنسداں مریخ کا نباتاتی مطالعہ کر کے ٹنڈرا کے برفستانوں میں ہرے بھرے
پودے اگانے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ ہزاروں میل لمبے دریاؤں کا رخ موڑ کر ریگستانوں
کی آبپاشی کر رہے ہیں، پہاڑوں کو گرا کر، بانسے جنگل لگا کر موسموں کو تبدیل کر رہے ہیں
وہ ٹینکوں سے ہل جوتنے اور بمباروں سے ٹڈیاں مارنے کا کام لیتے ہیں وہ ایسا "سدابہار"

گیہوں اگا رہے ہیں جسے بار بار بونے کی ضرورت نہیں، اور سائنس کی قوتوں کو ایٹم بم
بنانے کے بجائے گائے کا دودھ بڑھانے اور باجرے کی بہتر فصل اُگانے کے لئے
استعمال کر رہے ہیں انھوں نے ذہنی اور جسمانی محنت کا فرق مٹا دیا ہے اور اس طرح ایک ایسے
تخلیق کی ہے جسے صحیح معنوں میں انسان کہتے ہیں۔

اس انسان سے سرمایہ داری دنیا خائف ہے، خون آشام [illegible] بیوپاری، بینکوں
رائفلوں اور میناروں کے مالک اور تاجر بوکھلائے ہوئے ہیں اور اس انسان کو مٹانے
کے لئے جنگی تیاریاں کر رہے ہیں کیونکہ یہ انسان اس حیوان کی موت کا اعلان ہے
جسے سامراجی اور فاشسٹ کہتے ہیں۔ لیکن یہ انسان جو سب سے پہلے سوویت یونین
میں جوان ہوا ہے، جو مشرقی یورپ اور چین میں بھی پیدا ہو چکا ہے۔ اور دُنیا کے ہر ملک
میں پیدا ہونے کیلئے بیتاب ہے، دنیا کے امن کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

اسٹالن اسی انسان کا معمار ہے، وہ دیوتا، پیغمبر اور اوتار نہیں ہے
اس انسان کی سب سے مکمل تصویر ہے، اس لئے ہمارے دل اسٹالن کی محبت
اور عقیدت سے سرشار ہیں

سردار جعفری

بمبئی۔ فروری ۱۹۴۹ء

سوویت یونین
اور
جنگ باز

یہ سوویت کی سرزمیں جو فخرِ روزگار ہے
محبتوں کی انجمن جو سب کی دوستدار ہے

بدل دیا ہے موسموں کو جس نے وہ ہوا ہے یہ
نئے ستارے ناچتے ہیں جس میں وہ فضا ہے یہ
جو زندگی کو موہ لے وہ دل رُبا ادا ہے یہ
یہ عشق کی زمین ہے یہ حُسن کا دیار ہے

ملوں میں کھیتیوں میں محنتوں کی حکمرانیاں
ٹرکٹروں کے گرد ناچتی ہوئی جوانیاں
سُرور، کیف، شعر، نغمہ، داستاں، کہانیاں
خزاں کا نام بھی نہیں بہار ہی بہار ہے

تھرک رہی ہے زندگی فراغتوں کی چھاؤں میں
حسین گیت تیرتے ہیں نیلگوں فضاؤں میں
یہاں غموں کی بیڑیاں نہیں کسی کے پاؤں میں
نہ کوئی اشک بار ہے نہ کوئی سوگوار ہے

یہاں کوئی حرام خور مال جوڑتا نہیں
یہاں کوئی کسی کی رگ سے خوں نچوڑتا نہیں
کوئی کسی کے باغِ دل سے پھول توڑتا نہیں
یہاں نہ سود خوار ہے نہ کارخانہ دار ہے

درخت، پھول، پھل، بہار، آدمی کے واسطے
زمیں، کھیت، کوہسار آدمی کے واسطے
شکوہ وعظمت و وقار آدمی کے واسطے
یہاں ہر ایک شے پہ آدمی کا اختیار ہے

یہ دشمنوں کے ساتھ اپنا زور آزما چکے
یہ زرگری کی سازشوں کو خاک میں ملا چکے
یہ لوٹ اور کھسوٹ کی بساط ہی اٹھا چکے
اب ان کی محنتوں سے ان کی خاک لالہ زار ہے

نہ کولچاک پنپ سکے، نہ ڈینکن ابھر سکے
نہ سامراجیوں کے دل کے گھاؤ بھر سکے
نہ پاپیوں کے ڈوبتے ہوئے جہاز تر سکے
زمانہ صرف اشتراکیت کو سازگار ہے

ستم کو ختم کر دیا ستم کے ہاتھ کاٹ کر
ہزار گل کھلا دیئے ہیں شاخ گل کو چھانٹ کر
یہ کتنے خوش ہیں باہمی مسرتوں کو بانٹ کر
نگاہ باشعور ہے، شعور پختہ کار ہے

یہ سب کے خیر خواہ ہیں انھیں کسی سے کد نہیں
یہ سب کے دوست ان کی دوستی کی کوئی حد نہیں
دلوں میں فتنہ و فساد و کینہ و حسد نہیں
بدی کو خوف، نیکیوں کو ان پہ اعتبار ہے

یہاں کے کارخانے بم کے گولے ڈھالتے نہیں
یہاں کے لوگ آستیں میں سانپ پالتے نہیں
گلے یہ کاٹتے نہیں، لہو اچھالتے نہیں
محبت ان کا دین، صلح و آشتی شعار ہے

جو ہاتھ روس کی طرف بڑھیگا ٹوٹ جائے گا
جو جان لینے آئے گا وہ اپنی جان گنوائے گا
جو جنگ کیلئے اٹھیگا بچکے جا نہ پائے گا
یہ نازیت کی قبر سامراج کا مزار ہے

ادھر قدم بڑھاؤ گے تو پھر پلٹ نہ پاؤ گے
لہو بہا کے اپنے ہی لہو میں ڈوب جاؤ گے
یہاں تم اپنی قبر اپنے ہاتھ سے بناؤ گے
یہ روح و دل کا مورچہ حیات کا حصار ہے

تمہارے کام آئے گی نہ ہٹلروں کی سٹاری
نہ چرچلوں کی رہبری، نہ نہروؤں کی دلبری
نہ اٹلی کی ساحری، نہ بنیا نگ کی ستمگری
وہ جس میں موت کھو گئی ہے جا کے یہ وہ غار ہے

تم اسکو دیکھتے ہو صرف نقشہ ہائے جنگ میں
اسیر کر دیا ہے سوویت کو ایک رنگ میں
مگر بسا ہوا ہے وہ ہماری ہر امنگ میں
ہمارے دل کا گیت ہے ہمارے دل کا تار ہے

یہ سرحدیں وہ سرحدیں ہیں جن کی انتہا نہیں
یہ نقش نقشِ دل ہے، کاغذوں پہ جو لکھا نہیں
اسے مٹا سکے، کسی میں اتنا حوصلہ نہیں
یہ آدمی کی روح ہے، یہ روح کا وقار ہے

ہے ایک سوویت کا دیس خاک پر بسا ہوا
مگر اک اور ہے ہمارے خون میں رچا ہوا
ہماری آرزو، ہمارے خواب میں سجا ہوا
یہ خواب وہ ہے جسکا کل زمیں کو انتظار ہے

تم آنکھ اگر دکھاؤ گے تو آنکھ پھوڑ دیں گے ہم
ہلیں گی انگلیاں تو انگلیوں کو توڑ دیں گے ہم
تمہاری ایٹمی کلائیاں مروڑ دیں گے ہم
تمھیں لڑائی ہم کو امن و آشتی سے پیار ہے

اٹھیں گے ہم ہر ایک ملک سے ہر اک زمین سے
اٹھیں گے خاک ہند سے اٹھیں گے ارض چین سے
تمھارے ہاتھ کھینچ لیں گے باہر آستین سے
تمہارے ہاتھ جن میں آج تیغ کارزار ہے

اٹھیں گے شرق و غرب سے جنوب سے شمال سے
نشیب سے فراز سے چڑھائیوں سے ڈھال سے
تمہارے ٹینک لڑ کے ٹوٹ جائیں گے کدال سے
تمہارے لاکھ وار، اور ہمارا ایک وار ہے

تمہارے اسلحوں کے ڈھیر کچھ نہیں ہیں کچھ نہیں
جو بمبرین کے آہنیں نشیر کچھ نہیں ہیں کچھ نہیں
کرائے کے یہ سب لیڈر کچھ نہیں ہیں کچھ نہیں
وہ جن کی گردنوں میں ایٹمی بموں کا ہار ہے

تمہیں غرض علوم سے نہ کام ہے فنون سے
تمہارے دونوں ہاتھ تر ہیں مفلسوں کے خون سے
جنون تمہارا کم نہیں ہے ہٹلری جنون سے
علاج اس جنون کا انقلاب روزگار ہے

نومبر ۱۹۴۸ء

استالن کتھا

(ڈھولک پر گانے کے لئے)

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی
جس نے نربل نردھن جن کو مکتی مارگ دکھایا ہے
جس نے جنتا کی شکتی سے جنتا راج بنایا ہے
جس نے پونجی واد کے ہتھیارے ہاتھوں کو کاٹ دیا
جس کے لوہ نے انیائے کے بھاڑ سے منہ کو پاٹ دیا
اجڑے ہوئے دل پھر سے بسائے سپنوں کو آباد کیا
مزدوروں کے ادھنائکتو سے دنیا کو شاد کیا

پھیکا سُورج یہ کرن بن کر جس کے ماتھے کا اجیالا
ویکھ اٹھی جس کی دِشٹی سے وشو کرانتی کی جوالا
جس کا خزانہ میری تیری خوشیاں ہیں ایسا دھنوان
جس نے سمے کی دھارا کا رخ موڑ دیا ایسا بلوان
لینن اسکا گرو اور ساتھی جتنا اس کی سینا ہے
وہ کہہ دے تو مرنا ہے اور وہ کہہ دے تو جینا ہے

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی !
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی
روس کی پرجا بھوکوں مرتی جیسے ہند کی پرجا آج
روس کا راجہ لہو کا پیاسا جیسے ہند کے نیتا آج
فوج پولس اور لاٹھی گولی چلیں پھانسی کوٹے تھے
روس کے مت پر سونے چاندی کے بھوڑے ہی چھوٹے تھے
جال بچھا تھا انگریزی اور امریکی دھن والوں کا
دھرتی دولت والوں کی تھی دیس تھا وہ کنگالوں کا

مل کے مالک مزدوروں کا خون چراتے رہتے تھے
انسانوں کو لوہے کے دانتوں سے چباتے رہتے تھے
پیلے پیلے بھوک کے دیدے ہونٹ پیاس کے نیلے تھے
انیائے کے کالے ہاتھ نیائے کے خون سے گیلے تھے
گاؤں گاؤں کے گھائل دل میں جاگیروں کے خنجر تھے
امیدوں کے پہلو میں ناامیدی کے پتھر تھے
کھیت کی ساری فصلیں پکنے سے پہلے چھن جاتی تھیں
دہقانوں کے باغ کی کلیاں کھلتے ہی بن جاتی تھیں
بھوکے رہتے دھوبی، موچی، بنجارے اور لکڑ ہارے
دھن کی ناگن روٹی پانی پر بیٹھی تھی کنڈلی مارے
رین دنا محنت کرتے تھے سانجھ سکارے روتے تھے
اندھوں آگے روتے تھے اپنی بھی آنکھیں کھوتے تھے
ان کو مکتی راہ دکھائی لینن اور استالن نے
ان کی دنیا نئی بنائی لینن اور استالن نے

بھوک کے دل سے ہوک اٹھی اور لینن بن کر للکاری
مظلومی کی آہ سے بھڑکی استالن کی چنگاری
دُکھ نے اپنی بھٹی میں جب لاکھ دلوں کو پگھلایا
ایک نیا دل بن کر دھڑکا اور استالن کہلایا
استالن کا بچپن بیتا کاکیشس کے پہاڑوں میں
اور جوانی جیلوں میں یا سائبیریا کے جھاڑوں میں
اسکا سر اونچا ہی رہے گو لاکھ مصیبت پڑتی جائے
جتنی مصیبت بڑھتی جائے اتنی ہمت بڑھتی جائے
موت کے گھپ اندھیارے میں وہ جیون جیوتی لیکر آئے
مزدوروں کی ہڑتالوں میں لینن کا اپدیش سنائے
کچا چٹھا بتلائے محل والوں کا دھن والوں کا
گر سکھلائے محنت کرنے والوں کو ہڑتالوں کا
بندوقوں اور سنگینوں کی باڑھ پہ بھی آگے ہی بڑھے
مزدوروں کا لشکر لے کر فوج پولس پر ٹوٹ پڑے
مزدوروں کو بتلائے سب دولت ہے مزدوروں کی

کیا ہے منافع آخر؟ فاضل محنت ہے مزدوروں کی
بارہ گھنٹے محنت کر کے چھ گھنٹے کی اجرت پائیں
مل والوں کی دولت باڑھے محنت والوں کی سپنا ہیں
کب تک یہ اندھیر نگر، چوپٹ راج کا تخت و تاج
اپنی محنت، اپنا منافع، اپنی دولت اپنا راج
محنت کو یہ خواب دکھایا لینن اور استالن نے
محنت کش دنیا کو جگایا لینن اور استالن نے
مزدور اور کسان کی ایکتا کرانتی کا ہتھیار بنی
جن سپنا، جن شکتی، اور جن شکتی اک سنسار بنی
لینن نے مزدوروں کے فولاد سے اک تلوار بنائی
استالن کے فولادی ہاتھوں نے اس کو سان لگائی
اس کی دھار نے جنتا کے پیروں کے بندھن کاٹ دیئے
سرمایہ داری کے سنہرے ہاتھ کے کنگن کاٹ دیئے
کیسی لچکتی، کیسی چمکتی، کیسی پیاری کیا کہنا
کیسی نیاری، کیسی کاری، کیسی دو دھاری کیا کہنا

خوش ہو کر محنت کرنے والوں نے یہ تلوار اٹھائی
لینن کی یہ پارٹی سارے جگ میں بالشوک کہلائی
روس کے زار کی گردن باندھی پارٹی کی تدبیروں نے
مزدور اور کسانوں کے ہاتھوں کی کڑی زنجیروں نے
لینن نے جب ہاتھ اٹھایا اور استالن للکارا
روس کے کونے میں دہکا کرانتی کا انگارا
لال پھریرا لے کر نکلے نردھن مزدور اور کسان
مل پر دھرنا دیکر بیٹھے بانٹ لئے سارے کھلیان
ظلم کا سر اور انیائے کا پاپی سینہ پھاڑ دیا
دل پہ زمینداروں کے اپنے راج کا کھونٹا گاڑ دیا
فوج کسان اور مزدوروں کا پہلا پہلا راج آیا
لینن استالن نے بدل دی روسی جنتا کی کایا
مانوتا کی قسمت بدلی، بدلیں ہاتھوں کی ریکھائیں
ان کے رُکت میں ڈوبے نکلیں نو یگ کی سُندر سیمائیں
شبھ منگل کی گھڑی سہانی، سپھل تمہاری سب کی رائے

ٹھیک ہے ایسے میں سردار کوہی کی ایک غزل ہو جائے
جھنکے جھانجھن، بجے پکھاوج، یا ڈھولک گمکا دُ تم
جی چاہے تو الغوزے یا تان پورے پر گا دُ تم

غزل

اوروں کا زمانہ ختم ہوا، اب اپنا زمانہ ہے ساتھی
وہ دکھ کا زمانہ ختم ہوا، اب سکھ کا ترانہ ہے ساتھی

پھولوں کی طرح ہم کیوں نہ ہنسیں غم ختم ہوا دکھ بیت گیا
جو پہلے کبھی آیا ہی نہ تھا وہ جشن منانا ہے ساتھی

پلکوں پہ چمکتے آنسو کو کیسے میں ستارہ کہہ دوں گا
آنسو کی امنڈتی ندیوں سے پلکوں کو بچانا ہے ساتھی

اس بحث میں پڑنا لاحاصل یعنی کوئی جنت ہے کہ نہیں!
دھرتی ہی کو اپنے ہاتھوں سے فردوس بنانا ہے ساتھی

جو آگ لگی ہے دل میں، اُسے کچھ اور ابھی بھڑکانا ہے
اس آگ سے ہم کو دنیا کی ہر آگ بجھانا ہے ساتھی

بڑھتی ہوئی فوجوں کے نغمے کیوں سانجھ نہیں سے باتی ہیں
ہاں ساز کی لے کو اور ابھی کچھ اور بڑھانا ہے ساتھی

دو ہاتھ ملے انسانوں کو، دو ہاتھوں کو دو کام ملے
اک قبر بنانا ہے ساتھی، اک قصر اٹھانا ہے ساتھی

کہنے کیلئے دو کام مگر یہ ایک ہی ہیں دو کام نہیں
اک دیپ بجھانا ہے ساتھی اک دیپ جلانا ہے ساتھی

اب جاگ بھی جا کروٹ بھی بدل او نیند کے ماتے بھور بھئی
راتوں کی لٹوں کو اوشا کے مکھڑے سے ہٹانا ہے ساتھی

بیا ایک صدی کے بعد بھی اب تک تمبر کے سر میں پڑنا ہے
کس دیس کا رہنے والا ہے یہ کون دوانہ ہے ساتھی

جو سب کی سمجھ میں آ نہ سکیں بیکار ہیں سب وہ شعر و غزل
جنتا کی زباں میں کہنا ہے، جنتا کو سنانا ہے ساتھی

آزادی سے لڑنے والو سنو کتھا اسٹالن کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی

ہو گئے دھرتی کے دو ٹکڑے تب سے ہیں دنیائیں دو
راہیں دو ہیں، دو منزل، دو مقصد ہیں آشائیں دو
اک دنیا ہے محنت کی، اور محنت کی آزادی کی
دوسری دنیا دولت کی اور دولت کی بدذاتی کی
اک دنیا میں امرت برکھا، امن کے نغمے پریم کے گیت
دوسری دنیا بس پھیلائے اور بڑھائے جنگ کی ریت
اک دنیا میں ہنستے چہرے گاتی سانس مہکتے ہونٹ
دوسری دنیا میں آنسو کے پیالے اپنے خون کے گھونٹ
اک دنیا میں تدبیریں انسان کی شان بڑھانے کی
دوسری دنیا میں سب گھاتیں آدمی کو کھا جانے کی
اک دنیا مزدوروں کی اور وہ دنیا انسانوں کی
دوسری دنیا سرمائے کی، وہ دنیا حیوانوں کی
پچھم دیس کے پونجی وادی اس دکھ میں اپنا جیو کھوئیں
چندرما کو دیکھ کے جیسے گاؤں کے سارے کتے روئیں
کرانتی کے سورج کے آگے کالی کالی بدلی چھائی

پچھم دیس سے خون کی اور بارود کی آندھی آئی
چودہ دیس کے پونجی والے روس کے سینے پر چڑھ آئے
چودہ دیس کے لشکر ڈان کے میدانوں تک بڑھ آئے
دنیا بھر کے چور اُچکّے ٹھگ اور ڈاکو اور لٹیرے
روس کو نیبر جان کے ڈالیں اپنی کایر فوج کے گھیرے
گھر کے بھیدی روس کے موتنے لینڈی کتے غرّائیں
پورب کو لپک تھر کیں ملکیں دھن ڈنکن اترائیں
اُتر پچھم سے ظالم رنیگل کے پاپی لشکر آئیں
آؤ بیٹیا بات تو جب ہے تگنی کا ہم ناچ نچائیں
لشکر لشکر سانپ سنپولے
سر پر برسیں بم کے گولے
ڈر کے مارے کوئی نہ بولے
دھرتی کانپے آسن ڈولے
تھر تھر تھر تھر کانپے ہر دل
ٹیڑھے رستے مشکل منزل

آگ کے دریا خون کے ساحل
لاکھوں زخمی لاکھوں گھائل

چلنے والے پہیوں کو کب باندھ سکیں مکڑی کے جالے
کتّے چاہے جتنا کوسیں، ڈھور نہیں ہیں مرنے والے
دشمن سے سب لڑنے جائیں لینن نے اعلان کیا
زارتسین میں جاکر استالن نے اونچا کام کیا
کولک ورگ ہیں دشمن سے مل جانے کی تیاری تھی!
موسری کا بل کھود رہا تھا ٹراٹسکی کی غدّاری تھی
دشمن اُتر میں آئے تو وہ دکھن کو جاتا تھا
کرانتی کاری سینا کو وہ الٹی راہ بتاتا تھا
کاٹنے دوڑے سچّی بات بتانے والے مانُس کو
چڑیا گھر میں بند کرو لے جاکے اس بن مانُس کو
سمجھاؤ وہ پھر بھی نہ سمجھے ہو تو سنو کون آیا رے
بھینس کے آگے بین بجاؤ، لیکن بھینس کھڑی ہی پگرائے

اسٹالن نے جان سے لئے اس بوڑھی بھینس کے پنج اور دانو
اس لوہے کی بھاری مورت سکے ہیں ماٹی جیسے پانو
اسٹالن کے گیان نے ایک نیا الاؤ سلگایا
اور اسمیں ٹراٹسکی کے جنگی نقشے کا منہ جھلسایا
چلنے لگا کرانتی کا پہیا آگے بڑھے لڑ دیا — ہو
کاپر چنیں ہائے ری دیا رو ہیں ادھوری بنا — ہو
دشمن کے سینے پر جاکر پورا پورا بیٹھا وار
ایسے بہادر لڑنے والے جن سے ہار گئی تلوار
بھاگنے والے بیری اپنی پتلونن میں موتت جائیں
بُڈیونی کے گھوڑے ان کو ٹاپ کے نیچے روندت جائیں
مزدوروں پر حملہ کرنے کیوں آئے تھے دشمن تیری
کس نے کہا تھا روس میں مرنے کیوں آئے تھے دشمن تیری
اسٹالن نے کمال اڈیٹری لینن نے بھس بھر والی
کام نہ آئی کچھ بھی ان کے دشمن وانوں کی چترائی
سنتو زارتسین کا نام اس دن سے پڑا اسٹالن گراد

روس کے سارے شہروں میں ہے سب سے بڑا استالن گراد

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی

کال کی کالی ناگن روسی دھرتی پر لہرائے
کالی رات کی صورت اپنا کالا پھن پھیلائے
کالی رات ہوا میں اپنا کالا بس برسائے
کالی رات ڈرائے
کالا پھن پھیلائے
کالی رات میں اپنے دل کی جوالا لیکر نکلو
کالی رات کے کالے پن پر بجلی بن کر برسو
کالی رات نہ بچنے پائے کالی رات کچلو
کالی رات ڈرائے
کالا پھن پھیلائے

طرح طرح کے لال بجھکڑ طرح طرح کی باتیں تھیں
مزدوروں کا پہلا راج مٹا دینے کی گھاتیں تھیں
سرحد پار کے بیری ہارے، گھر کے بیری باقی تھے
سوچتے تھے وہ ڈھنگ نئے ہر روز نئی غداری کے
کوئی بولے مزدوروں کا راج نہیں ہے چلنے والا
کوئی کہے دشکال نہیں ہے، روس کے سر سے ٹلنے والا
استالن نے مزدوروں کا راج بنا کر دکھلایا
کام کٹھن تھا پھر بھی اس نے قحط مٹا کر دکھلایا
پونجی والوں کے گرگوں نے راہ میں سو روڑے اٹکائے
دانہ ڈالا، لاسا لگایا، پھندے پھینکے، جال بچھائے
ٹراٹسکی نے کچھوے کی طرح سے اپنے ہاتھ اور پاؤں نکالے
اور سنجارن نے اپنے ٹوٹے پھوٹے ہتھیار سنبھالے
ٹراٹسکی بائیں بھاگے بھیا، اور سنجارن دائیں جاسے
دیکھ کے سیدھی پگڈنڈی ان سب کو جیسے رتوندھی آئے
کوئی کہے کہ پہلے سارے مالو جگ میں کرانتی لاؤ

تب تم، وس کے اندر مزدور اور کسان کا راج بناؤ
کوئی پاپی کولٹ ورگ بچانے کا سامان کرے
لینن کو گریا وے ساری جنتا کا اپمان کرے
کوئی بچھو بن کر اپنا زہر ہیں ڈو باڈنک اٹھائے
کوئی پھٹارا بن کر اپنی پھنکاروں سے زہر اڑائے
کوئی گھر کا مال چرائے لومڑی کی چالاکی سے
کوئی چیرے پھاڑے کھائے بھیڑیئے کی سفاکی سے
ٹرانسکی اور بخارن تو تھے پہلے ہی سے بگلائے
ان بگلن کے سانٹھ بہت سے اور بھی کو کر پورائے
گئے سمے کے پونجی وادی بھوت پریت چڑیل اور ڈائن
روسی دھنوانوں کے پٹھو پادری، ملا، نیتا، کاہن
لاکھ جتن سے اچھلیں کودیں، لاکھ جتن سے روئیں گائیں
طرح طرح کے روپ بنائیں، نرت کریں اور بھاؤ بتائیں
الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
آخر اس بیماری دل نے ان کا کام تمام کیا

انسان کی جیت پہ بھیا لال ستارہ مسکائے
جن شکتی کی بہتی دھارا پل پل چھن چھن بڑھتی جائے
بیس برس میں روس نے دو سو سال کے کام کو نبٹایا
روس کی خوش حالی سے پونجی ورگ میں اک بھونچال آیا
ایسی اونچی ملیں بنائیں جو پربت کو شرمائیں
ایسی مشینیں جو پونجی والوں کو کچا ہی کھا جائیں
پگھلا لوہا بھل بھل اُبلے پگھلی آگ کے جھرنے گائیں
پلک جھپکتے دیر نہ ہو اور موٹر انجن ہل بن جائیں
لوہے کی چنچل انگلی ریشم کے تانوں بانوں میں
سوت کے تاروں کی کرنوں سے روشنی ہو کرخانوں میں
مزدوروں کے کام کے گھنٹے دن دن کم ہوتے ہی جائیں
انسانوں کے ہاتھ ہوں ہلکے اور مشینیں بھار اٹھائیں
جوتے نکلیں فیکٹری سے ڈھونڈھیں ننگے پاؤں کو
کپڑے ریل میں بیٹھ کے جائیں شہروں کو اور گاؤں کو
پتلی گلیوں کے سینے پر چوڑی سڑکیں لہرائیں

محل کھڑے ہوں اٹھ کر جیسے نیند میں بیٹھے سپنے آئیں
سب مزدور اب پستک بانچیں اور کسان اخبار پڑھیں
جنتا راج میں کر یا اچھر بھینس برابر بن نہ سکیں
کال اکال اور سنکٹ و نکٹ دکھ بیماری کچھ بھی نہیں
بیکاری سرمایہ داری، اتیاچاری کچھ بھی نہیں

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی
لال بسنت کی سیمائیں ریگستانوں میں پھیلا دیں
روس کی نس نس میں بجلی کی ہنستی لہریں دوڑا دیں
ندیوں کی نرمل گردن میں پلوں کی ہنسلی پہنا دی
پیاسی مٹی کے منہ میں شربت کی کٹوری ڈھلکا دی
لکڑی کے ہل ہوئے پرانے ان سے کہو آرام کریں
کھیتوں میں ہل چل کر سب بجلی کے ہل سے کام کریں
بجلی کے ہل سو سو ایکڑ لمبے کھیتوں میں دوڑیں

بھالیں گر نیچے گُھس کر مٹی کا سینہ توڑیں
نِھر بہے مٹی کے بدن سے سوندھی سوندھی خوشبو آئے
کھیتوں کی بانہوں میں پانی پگھلی ہوئی چاندی بن جائے
ڈالی ڈالی پتی پتی مست پون میں لہرائے
کھیت کی گود میں دھان کی کنواری الّڑھ بالی بل کھائے
گیہوں کے لہراتے پودے آنکھ پہ سونا سا برسائیں
پھول کپاس کے مٹھی مٹھی بھر چاندی لے کر آئیں
ایسی اچھی کھاد بنائیں پودے چھ چھ ہاتھ بڑھیں
انگوروں کی بیلیں لہرا لہرا کر آکاش چڑھیں
برفستانوں میں وہ گیہوں اور آلو کی کاشت کریں
جنتا کا دُکھ کاٹنے کو ہر کٹھنائی برداشت کریں
سال کے سال اپنی محنت سے اپنا ناج بڑھاتے جاؤ
ایک فصل میں گیہوں بو دو اور کھلیان لگاتے جاؤ
پھل، سبزی، ترکاری، رنگ برنگے بوٹوں سے مسکائیں
رستہ چلتے آدمیوں کو آنکھیں ماریں پاس بلائیں

بجلی گھر سے سیدھی بجلی مزدوروں کے گھر میں آئے
گاؤں گاؤں میں جا کر وہ دہقانوں کے چولھے سلگائے
سپن سلونے اور سہانے، میٹھی نیند کسانوں کی
گارج کرے رکھوالی اب خود کھیتوں اور کھلیانوں کی
ڈھیر ہرا یک اک گھر کے اندر کپڑے کے اور کھانے کے
جھگڑے ٹنٹے کوئی نہیں ہیں اپنے اور بیرانے کے
مل جل کر سب کام کریں، مل جل کر سب آرام کریں
رات کو ہنس ہنس صبح کریں، اور صبح کو ہنس ہنس شام کریں
مل کر بوئیں بیج کسان اور مل کر اپنی فصلیں کاٹیں!
سوویتوں میں بیٹھ کے اپنا سارا ناج اور غلے بانٹیں
اپنی اپنی محنت کے پھل اپنے اپنے گھر لے جائیں
کھیلیں کودیں ناچیں گائیں، پڑھیں لکھیں نہوائیں
سارا راج اور پاٹ الٹ کر پھینک دیا ہتھیاروں کا
کام نہیں اس دیس میں اب کچھ بنیوں ساہوکاروں کا
محنت کے پھل مزدوروں کے، مزدوروں کی محنت ہے

مزدوروں کا دیس ہے سارا، مزدوروں کی دولت ہے
مزدوروں کے جہاز چلیں، مزدوروں کی ریلیں لہرائیں
مزدوروں کے موٹر دوڑیں مزدوروں کے پہیے گائیں
مزدوروں کے سینما تھیٹر، مزدوروں کے کھیل تماشے
مزدوروں کے ساز اور باجے مزدوروں کے ڈھول و تاشے
مزدوروں کی اپنی سینا، مزدور اس کے افسر ہیں
مزدور اس دھرتی کے راجہ، اس آکاش کے اندر ہیں
مزدوروں کے سب اسکول اور مزدوروں کے باگ بگیچے
دھنوانوں کی ساری شیخی مزدوروں کے پاؤں کے نیچے
اب اتہاس بھی مزدوروں کا نام جپے اور گن گائے
اب تو سمے بھی مزدوروں کے آگے اپنی سیس نوائے
مزدوروں کے نیتا بھی، مزدوروں جیسے کام کریں
مزدوروں کی شان بڑھائیں مزدوروں کا نام کریں
نفرت کے اندھیارے یگ پر پریم کی رنگیں جوت جگائیں
دکھ کی اگنی ٹھنڈی کر کے دل میں سکھ کے دیپ جلائیں

یہ کیا جادو ہے جس نے صبح بہتا بارا توں کو
مل جائیں تو چوم لوں استالن کے پیارے ہاتھوں کو

وادا را ہی تو سورگ ہے جو سردار کوی نبلاوت ہیں
ہرانا ہیں ہرا من سردار کوی جب گاوت ہیں
منگرے موڑ کھڑا وت ہے چھپا منہ بائے بیٹھی ہے
تم ہی بتاؤ رام دلارے ایسی دنیا دیکھی ہے؟
اب تو جس کو یہ دنیا پیاری ہے وہ ہاتھ اٹھالے
استالن کی جے بولے مزدوروں کی سنگت میں آئے
مٹھی باندھے نشچے کر لے ایسا راج بنائیں گے
لال پھریرے کے نیچے ساری جنتا کو لائیں گے
چھوڑ و چھوٹی باتیں سب یہ ہے سچا کام کرو!
جے پرکاش اور نہرو جی کو دور ہی سے پرنام کرو!
لاکھ مصیبت آئے لیکن ہم نہیں پیچھے ہٹنے والے
بات پہ اپنی اڑنے والے ارن میں آ کر ڈٹنے والے

ہم نے جان لیا کیسے جیتے ہیں کیسے مرتے ہیں
اوکھلی میں سر دینے والے موسل سے کب ڈرتے ہیں

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی
مزدوروں کے راج کے جھنڈے اور بھی اونچے ہو تے جائیں
دنیا بھر کے پونجی وادی دیکھیں اور من میں گھبرائیں
انگلینڈ امریکہ کی ملیں بند ہو ویں اور بیکاری پھیلے
مالک موٹے ہوتے جائیں محنت کش جنتا دکھ جھیلے
پونجی واد کا سونا چاندی، ان کی چربی بڑھتی جائے
کال بھکت کی چوڑی ساری مانوتا پر چڑھتی جائے
امریکہ کے مل مالک اور بیوپاری یوں توند بڑھائیں
بھوکے منہ کو کور نہ دیں اور گیہوں کے کھلیان جلائیں
انگریزوں کی منڈی اور بازاروں میں پس اتو بولے
روسی جنتا پینگ بڑھائے خوش حالی کا جھولا جھولے

پونجی واد کے دل کی آشا موت کے اندھیاروں میں بھٹکے
روس کی ہستی ان کے دل میں موت کا کانٹا بن کر کھٹکے
اپنے گھر کے پالتو کتے ہٹلر کو ہشکائیں وہ
شو بیٹا، شو بیٹا کہہ کر روس کا راج دکھائیں وہ
ہٹلر پونجی واد کا بیٹا، ڈائن ماں کی کوکھ کا پوت
جس کی سانسیں جنگ کی آگ پر چھائیں فاشزم کا بھوت
مزدوروں کا پاپی دشمن یونینوں کا توڑنے والا
سادھارن دنیا کے دل میں خون اور پیپ کا گندا چھالا
ظلم و ستم کا ساتھی تھا انیائے کا رکھوالا تھا
نازی راج کا بانی تھا وہ آفت کا پرکالا تھا
انگریز اور امریکی اس سے آس لگائے بیٹھے تھے
اس راون کو وہ اپنے دامن میں چھپائے بیٹھے تھے

نازی فوجیں روس پہ جھپٹیں جیسے کالی آندھی آئے
ہرے بھرے کھیتوں پر جیسے ٹڈی دل آ کر چھا جائے

ٹینک چلیں گھڑ گھڑ گھڑ کرتے لوہے کے ہاتھی جھومیں
روسی کھیتوں اور شہروں میں توپیں منہ کھولے گھومیں
اڑتی ہے بارود لہو کے دھرتی پر فوارے ہیں
لوہے اور فولاد کے گدھ آکاش پہ پنکھ پسارے ہیں
منہ کو آگ کے شعلے چاٹیں لمبی لمبی جیبھ نکالے
رن میں دھوئیں کے اجگر ناچیں موٹے موٹے کالے کالے
بم کے گولے برسیں جیسے میگھ کے ساتھ بادل اولے آئیں
ایسا بھیانک یدھ کہ جس میں لاکھ مہابھارت کھو جائیں
جنگل کے سب پنکھ پکھیرو اپنے گھونسلے چھوڑ کے بھاگیں
پھل کے بدلے پیڑ میں لٹکیں مزدور اور کسان کی لاشیں
کتے کے پلے نازی جن راج مٹانے آئے ہیں
دھنوانوں کا راج سنگھاسن پھر سے سجانے آئے ہیں
کھیتوں اور کھلیانوں میں وہ آگ لگاتے پھرتے ہیں
نر ناری کو بندوق اور سنگین دکھاتے پھرتے ہیں
وہ زندہ بچوں کو جلا کر ہنستے ہیں اور گاتے ہیں

استریوں کے بالوں سے صوفے قالین بناتے ہیں
لاشوں سے وہ کھاد بنائیں کھیڑیوں میں ڈیپ چلائیں
ایسے کپوتوں کو جَن کر جرمن کی مائیں بھی پچتائیں
ظالم سمجھے اب کیا ہے اب اپنی رات اپنا دن ہے
لیکن وہ یہ بھول گئے تھے روس میں اک استالن ہے

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیاری ہے لینن کی
استالن نے حکم دیا اور سینا نکلی ویروں کی
میدانوں میں گونج اٹھی ہونکار گرجتے شیروں کی
بادل گرجے، بجلی چمکے، ـــ میں بہتا کالہرائے
بپھری ہوئی ندیوں کا پانی تٹ کو توڑ کے بڑھتا جائے
گولی بن کر کھیت سے نکلیں گیہوں جُندھری اور چنے
فیکٹری کی کوکھ ہلوں کے بدلے توپ اور ٹینک جنے
کانیں اپنا کوئلہ، لوہا، سیسہ، تانبا لے کر دوڑیں

تازی جانور اس دیوار سے آکر اپنا ماتھا پھوڑیں
کوسک نکلیں، تاجک نکلیں، ازبک اور تاتاری بھی
لڑنے نکلیں جنگل پربت کھیتی اور پھلواری بھی
دولھنیں سیج کو چھوڑ کے سیدھی رن بھومی میں دوڑی آئیں
پوت کے انگ پہ مائیں اپنے ہاتھوں سے ہتھیار سجائیں
کھن کھن کھن کھن کھانڈا باجے جھنن جھنن تلوار چلے
روکنے والا کوئی نہیں ہے کوسک کا جب وار چلے
توپ کے گولے پیچھے دوڑیں بھاگتی جرمن لاشوں کے
بندوقوں کی آنکھیں رن میں ڈھونڈھیں بدماشوں کے
آگے روسی پیچھے روسی، چار طرف روسی سینائیں
بھاگنا چاہیں بھی تو جرمن، روس کے باہر بھاگ نہ پائیں
منہ کے آگے لال سپاہی، پیٹھ کے پیچھے چھاپے مار
پاؤں تلے روسی دھرتی سر پر استالن کی تلوار
اکھڑ گئے دشمن کے قدم، اور ہمّت نے منہ پھیر لیا
ہٹلر کی سیناؤں کو ولگا کے بھنور نے گھیر لیا

جیسے گھائل نبرد ہارے پلٹ پڑا استالن گراد
جیسے بجلی ٹوٹ کے آئے جھپٹ پڑا استالن گراد
جیسے لال اگنی کا ساگر کھولے اور موجیں مارے
جیسے برسیں لوہے کے بادل سے دہکتے انگارے
ہوش اڑے ہاتھوں کے پیروں کے آنکھوں کے کانوں کے
لال سپاہی جھپٹے اور پر ٹوٹ گئے طوفانوں کے
پاؤں کے نیچے فرش بچھا ہے دشمن نازی سینوں کا
اونچے سروں کے اوپر سایہ فولادی شاہینوں کا
رائفلیں ہیں ہاتھوں میں ہونٹوں پر نام ہے لینن کا
لال سپوتوں کے پہلو میں دل دھڑکے استالن کا
رنگ برنگے گولوں کی لہرائے دھنش اونچائی ہیں
پون سے بھرپور امنگیں جھنڈوں کی انگڑائی ہیں
جلے ہوئے کھیتوں کی مٹی اڑ کر آئے پیار کرے
ندی کا پانی گود میں لیکر ان کو دریا پار کرے
چاروں اور گرج گرج تا ہیں للکاریں بڑھتے جاؤ

روسی جنتا کی لاشیں پیڑوں سے پکاریں بڑھتے جاؤ
خاک پہ پھیلے خون کی لکیریں راہ دکھائیں بڑھتے جاؤ
اجڑے ہوئے گاؤں کی باہیں پاس بلائیں بڑھتے جاؤ
لندن اور پیرس کے دلوں سے آئیں صدائیں بڑھتے جاؤ
کان میں چیخیں بھری ہوئی دیوانی ہوائیں بڑھتے جاؤ
سینے میں کونپل بن کر پھوٹیں آشنائیں بڑھتے جاؤ
نیلی نسوں میں خون کی بوندیں گیت سے گائیں بڑھتے جاؤ
بزدل نازی بھاگتی فوجیں پیٹھ دکھائیں بڑھتے جاؤ
ہنستے ہنستے لوٹی جائیں کتنی ہوسشائیں بڑھتے جاؤ
کچھ بھی نہیں ہیں پربت ٹیلے، ندی نالے بڑھتے جاؤ
تم ہو سپاہی، تم ہو بہادر، تم ہو جیالے، بڑھتے جاؤ
کیا ہے مسولینی کی شکتی، کیا ہے ہٹلر بڑھتے جاؤ
ساری مانوتا کی نظریں آج ہیں تم پر بڑھتے جاؤ
ساتھ تمہارے دکھیاری ماؤں کی آہیں بڑھتے جاؤ
تم کو دعائیں دیتی ہیں زویا کی نگاہیں بڑھتے جاؤ

دیکھ رہا ہے تم کو اپنی قبر سے لینن بڑھتے جاؤ
تم پر نازاں روس، کرملن اور استالن بڑھتے جاؤ
رات کی سرحد ختم ہوئی، لو آ ہی گیا دن بڑھتے جاؤ
دیکھو دھوئیں اور دھند کے پیچھے وہ ہے برلن بڑھتے جاؤ

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جس کے دم سے اجیاری ہے لینن کی
جنت کتنی محنت، کتنی مشکل سے بنائی ہے
کتنا بڑا بلدان دیا ہے، کیا کٹھنائی اٹھائی ہے
کتنا دکھ اور درد سہا ہے روسی ماؤں سے پوچھو
راکھ ہوئے جل کر دل کتنے دل کی چتاؤں سے پوچھو
کتنا لہو دھرتی پہ بہا ہے یہ دھرتی بتلائے گی
دیکھنے والا ہو کوئی تو اپنے گھاؤ دکھائے گی
ان زخموں نے راکششوں سے مانوتا کو بچایا ہے
استالن کے سپوتوں نے انسان کا مان بڑھایا ہے

لال جوانوں ہی کے لہو سے آج یہ دنیا زندہ ہے
آج ہمارا اور تمہارا مستقبل تابندہ ہے
یورپ کی راتوں کے ماتھے پر بھی نور کا ہالا ہے
استالن کے اجیالے سے چین میں بھی اجیالا ہے
ان تابینی آنکھوں سے ہم نے بھی نگاہیں پائی ہیں
کتنی راہیں استالن کی نظروں نے چمکائی ہیں
مکتی اپنے ہاتھ میں ہے انسان کبھی مجبور نہیں
ہم کو استالن نے بتلایا ہے منزل دور نہیں
پونجی وادی دنیا لیکن آزادی سے ڈرتی ہے
استالن اور روس کے نام پہ ٹھنڈی آہیں بھرتی ہے
وہ انسان کی شکتی سے انسان کی خوشی سے ڈرتے ہیں
بیشک وہ سب بچوں کی معصوم ہنسی سے ڈرتے ہیں
انگریزی امریکی لڑائی کرنے والے اتیاچاری
ماؤں کے آنسو انسانوں کے گرم لہو کے بیوپاری
پھر سے اب سنسار کے سر پر جنگ کی آفت لاتے ہیں

سونے اور چاندی کے گدھ لاشوں کے لئے منڈلاتے ہیں
اسٹالن اور روس کی جانب دیکھتے ہیں غرّاتے ہیں
ایٹم بم کا نام بتا کر دنیا بھر کو ڈراتے ہیں
پہلے جرمن بگلائے، اب امریکی بگلاتے ہیں
ہٹلر کے دن بیت گئے، اب ان کے بھی دن آئے ہیں
یہی ہندستانی، پاکستانی نیتا بھی اترائیں
یہ برساتی مینڈک بھی ڈالر کی برکھا میں ٹرّائیں
یہ بھاڑے کے ٹٹوان پہ جنگ کا بوجھ لادا جائے
یہ بندر اور بھالو ناچیں اور مداری ناچ نچائے
ایسے نیتا، جاپان، اٹلی اور جرمن روز بنائیں
جیسے کھیلے گوکر موتیں اور کُکرمتے اُگ آئیں
مجھ کو بھلا کیا کام اٹھائی گیروں سے اور چوروں سے
بات میں کرنے آیا ہوں دہقانوں اور مزدوروں سے
مزدوروں میں کون ہے جو جنگی سامان بنائے گا
کون کسان اسٹالن کے بیٹوں سے لڑنے جائے گا

کون سا ایسا باپ ہے جو اپنی آنکھیں ویران کرے
یُدھ کی اگنی میں جلنے کو اپنے پوت کا دان کرے
کون سی ماں ڈائن بن کر بیٹے کے ہاڑ چبائے گی
اپنے دل کا ٹکڑا دے کر فوج کی پنشن کھائے گی
سامراج کا کتا بن کر جنگ میں جانے والا کون
مزدوروں کے خون سے چپڑی روٹی کھانیوالا کون
کوئی نہیں ہے ایسا پاپی مزدور اور کسانوں میں
ایسے ہتھیارے نہ ملیں گے سادھارن انسانوں میں
انسانیت محافظ ہے محکوموں کا مجبوروں کا
روس کا جنتا راج ہے سارے عالم کے مزدوروں کا
مزدور اور مزدور کے راج پہ وار کرے ناممکن ہے
اپنے دل پر آپ ہی اپنا وار کرے ناممکن ہے
دھن والے اپنی متیا پونجی کی ارتھی آپ اٹھائیں
ٹاٹا برلا اور پدم پت فوج میں بھرتی ہو جائیں
چاند کے منہ پر جو تھوکے گا، اس کے منہ پر آئے گا

جوالا مکھی پر چڑھنے والا جوالا میں بہہ جائے گا
روس پہ حملہ کر کے بچ جانے کی کوئی تدبیر نہیں
کوئی ان کو بتلا دو یہ روس ہے کچھ کشمیر نہیں

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا انسان کی
سارے جگ میں جسکے دم سے اجیار نا ہے لینن کی
پونجی کی پاپی دنیا میں جنگوں کی تیاری ہے
انسان کے باغ میں لیکن امن کا چشمہ جاری ہے
امن کی روٹی، امن کا پانی، امن کے نغمے امن کے ہار
امن کی کلیاں، امن کی خوشبو، امن کے بلبل اور گلزار
امن کی فصلیں اور بہاریں امن کا گیہوں، امن کا دھان
امن کا قانون، امن کی سنگتی، امن کا دستور اور ودھان
امن کا جادو پریم کے دل میں، امن کا شہد نگاہوں میں
امن کی رچنا ہاتھوں میں اور امن کی قوت باہوں میں
شہر اور قصبے امن وامان کی ہنستی ہوئی تصویریں ہیں

آنکھوں میں اب خواب نہیں ہیں خوابوں کی تعبیریں ہیں
انسانوں کی تقدیریں ہیں ہاتھوں میں تدبیروں کے
گونج رہے ہیں جنگل پربت گیتوں سے تعمیروں کے
نغموں کے راگ مشینیں اور ہتھوڑے گاتے ہیں
تعمیروں کے خواب مجسم ہو کر سامنے آتے ہیں
ڈلر ج کسانوں کے گھر کی ہے ٹیلیفون کے تاروں کو
ایٹم شکتی موڑ رہی ہے دریاؤں کے دھاروں کو
ٹنڈرا میں اور ٹیگا میں تہذیب و تمدن پلتے ہیں
اپنی بہاریں دیکھ کے ان کی آنکھ سے پھول برستے ہیں
علم کا دریا بہتا ہے، بڑھتا ہے ذوق کتابوں کا
پرتو جہل کی راتوں پر ہے حکمت کے مہتابوں کا
تند ہواؤں کی زد پر ہمت کی شمع فروزاں ہے
اپنے کام کی عظمت پر انسان کی محنت نازاں ہے
کہنے کو تو روس کے واسی مزدور اور کسان ہیں سب
علم و ہنر کے جاننے والے سائنس کے ودوان ہیں سب

شاعر، گیانی، وید، کلاونت اور گوالے ایک ہوئے
ذہنی اور جسمانی محنت کرنے والے ایک ہوئے
اُن کے اشاروں پر سورج کی سرکش کرنیں کام کریں
بادل، بجلی، آندھی، طوفاں، سب جھک کر پرنام کریں
منظر بدلے، موسم بدلے، بدلی چال ہواؤں کی!
ٹرکٹر اور مشینیں کیا ہیں؟ سکھیاں ہیں کنیاؤں کی!
شبنم کی شہزادی حکم چلاتی ہے انگاروں پر
خاک کے ذرّے پھینک رہے ہیں نیا جال ستاروں پہ
جنگ کی ڈائن، امن کو ہنستا دیکھ کے تھرّا جاتی ہے
کچّی روئی کی خوشبو سے بارود کی بو گھبراتی ہے

آزادی کے لڑنے والو سنو کتھا استالن کی
سارے جگ میں جس کے دم سے اجیاری ہے لینن کی
مزدوروں کا لال استالن مزدوروں کا بیرن ہے
مزدوروں کا جیون ہی بس استالن کا جیون ہے

اسکا جیون گیہوں کے خوشوں میں روئی کے بالوں میں
ماں کے دل کی ممتا میں، بچوں کے مہکتے گالوں میں
اس کا جیون گہواروں میں، پریوں کے افسانوں میں
اس کا جیون خاک کے نیچے کونپل بنتے دانوں میں
اسکا جیون پہیوں کی گردش میں دلوں کی دھڑکن میں
ازبک کھیت میں تاجک گھر میں قفقازی پیراہن میں
اسکا جیون باکو اور باطوم کے تیل کے چشموں میں
اسکا جیون انسانوں کی آشاؤں میں خوابوں میں
اسکا جیون ہنستی پلکوں گاتی ہوئی مضرابوں میں
اسکا جیون چُکچی اور کُریا کی ماہی گیروں میں
اسکا جیون انگوروں میں سیبوں میں انجیروں میں
اسکا جیون ہند میں ہے ایران میں ہے اور شام میں ہے
اسکا جیون جنتا کی آزادی کے سنگرام میں ہے
وہ صرف اک انسان نہیں ہے اک بڑا اسنار ہے وہ
ایٹم بم کی اس دنیا میں شانتی کا آدھار ہے وہ

استالن اک پیڑ ہے جس کی چھایا بڑھتی جاتی ہے
اس چھایا میں دُکھ کی ماری مانوتا ستاتی ہے
استالن اک ندی جو پیاسی مٹی کو سیراب کرے
اک ایسی برکھا جو ساری دھرتی کو شاداب کرے
ہم نے استالن کے دل سے جینے کا ارمان لیا
استالن نے شکتی لی ہے استالن سے گیان لیا

روس کی آنکھوں کا تارا ہے دنیا بھر کا سہارا ہے
ہم سب ہیں استالن کے اور استالن ہمارا ہے
استالن کی طرح لڑیں استالن جیسے کام کریں
اپنے نیتا استالن کو اٹھ کر لال سلام کریں!

دسمبر ۱۹۴۸ء

امن کا نشان

ایک شاعرانہ تقریر!

میرا آدرش انسان ہیں
وہ مرا دین و ایمان ہیں
اُن کے ناموں سے اخبار و تاریخ واقف نہیں
اُن کے ہاتھوں پہ عظمت کی کلغی نہیں
سر پہ ادبار ہے۔
پیٹھ پہ بوجھ ہے۔

ان کو شہرت کی کوئی ہوس ہے
نہ عزت کی خواہش
نہ انعام واکرام کی جستجو

وہ ہوا کی طرح صاف دل
پانی کی طرح پاکیزہ
سورج کی پہلی کرن کی طرح گرم دل

پھول کی طرح خاموش
دریاؤں کی طرح فیّاض
اور پیڑ کی پتیوں کی طرح ان گنت

سادگی اور ایمانداری سے دن رات محنت میں مصروف ہیں
زندگی ان کی دن رات کی گردشوں کے سوا کچھ نہیں
ان کے کاندھوں پہ بھاری ملیں اور مشینیں پہاڑوں کی مانند رکھی ہوئی
ریل کی پٹریاں اُن کے سینوں پر لپٹی ہوئی
گرم بجلی کے تار ان کی نیلی رگوں سے گذرتے ہوئے
اور ان کے لہو کی دہکتی ہوئی سُرخ بانات پہ

جنگ، غارتگری، لوٹ اور حکمرانی جلوسوں کی صورت میں چلتی ہوئی

میں اسی سیدھے سادے غریب اور مجبور انسان کا درد مند
اس کی آشاؤں، اس کی تمناؤں کا ترجمان
اس کے خوابوں کی تعبیر کا رازداں
آج استالن کی بارگاہ کی طرف
اپنے جوشِ عقیدت، خراجِ محبت کو لیکر چلا ہوں

۲

ایتالین؟ ــــ یہ کون ہے؟
اپنے مرقد سے لینن نے آواز دی
"ایتالن مرا دوسرا نام ہے"
اور زویا کا کنوارا لہو چیخ اٹھا
"ایتالن مرا ننگ ہے میری پاکیزگی"
ڈان کی وادیوں میں جمی برف کے نیچے سے اک جواں لاش اٹھی
ایتالن مرا ولولہ میری ہمت مرا جوش ہے"

لال لشکر کی توپیں گرجنے لگیں

"اسٹالن مرا وار ہے"

"سوویت یونین آگ، بارود اور خون کو جسم سے پونچھ کر بول اٹھا

"اسٹالن میری جیت ہے"

نازیت اور فاشزم کے دل میں اک ٹیس پیدا ہوئی

"اسٹالن مری روح کا زخم ہے"

اور غداری کے جسم کی بوٹیاں کانپ اٹھیں

"اسٹالن مری موت ہے"

اور برلن نے اک آہ کی

"اسٹالن مری دوسری زندگی، اک نئی سانس ہے"

اور کریملین کے سرخ تارے سے کرنیں نکلنے لگیں

"اسٹالن مرا نور ہے"

پارٹی نے کہا

"اسٹالن مرا ذہن و ادراک ہے"

لال جھنڈے نے اپنی بلندی پہ لہرا کے آکاش کی نیلی اونچائیوں کو مخاطب کیا

"ایتالن مری سرخ انگڑائی ہے"
ماسکو کی جبیں جگمگانے لگی

ایتالن مری آبرو، میرا آدھار ہے"
سوویت یونین کے پہاڑوں نے انگڑائی لی

ایتالن ہماری بلندی کی معراج ہے"
والگا کی روانی نے اک سانس لی

"ایتالن مری موجِ رفتار ہے"
کارخانوں کے سینے دھڑکنے لگے

"ایتالن ہماری رگوں کا لہو"
کھیتیاں لہلہانے لگیں
"ایتالن ہماری بہاروں کی دوشیزگی"
اور دھرتی کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی
"ایتالن مری شانتی
ساری انسانیت گیت گانے لگی

"ایتالن مرا رہنما ہے"

اک دمکتا ہوا بوڑھا بیباک چہرہ
دو چمکتے ستارے
اک سادہ سی پوشاک
حکمرانوں کی سی جاہ و حشمت

نہ دیوتاؤں کی شان و شوکت

نہ شاہوں کا سا طنطنہ

اور مجھے دیوتا، حکمراں، بادشہ
سیکڑوں اور ہزاروں برس دور تک
پچھلی تاریخ کی مختلف منزلوں پر
درختوں میں اور پھانسیوں میں لٹکتے نظر آتے ہیں
ان کے چہرے بدلتے چلے جا رہے ہیں
سیزروں اور فرعونوں کی شکل تبدیل ہوتی چلی جا رہی ہے
ان میں لوئی بھی ہیں اور نکولس بھی ہیں
کولچک، ڈینکین، رینگل، اور ہٹلر بھی ہیں

مقبروں اور اہراموں میں کتنے تابوت رکھے ہوئے ہیں
کتنی لاشیں زمین پر پڑی ہیں
بیری کیبڈ اور گلوٹین اور مورچے
روم و لندن
پیرس اور ماسکو
سینٹ پیٹرس برگ اور سٹالن گراد اور برلن

—— : ۴ : ——

یہ زمین رہنماؤں سے اور سورماؤں سے خالی نہیں
زندگی اور سماج انقلاب اور تغیّر کے گہواروں میں جھولتے آئے ہیں
وقت و تاریخ کے دل پہ طبقات کی کشمکش زلزلے بن کے چلتی رہی
انقلابات جوالا مکھی بن کے پھٹتے رہے
آدمیت سنبھلتی رہی اور گرتی رہی
اور گر کر سنبھلتی رہی
ورگ سنگھرش لڑتی رہی
زندگی اپنے اوراق الٹتی رہی

رہبری اور پیغمبری، زرگری اور جادوگری
شعبدے اور تماشے دکھاتی رہی
آدمیت کے پیروں کی زنجیریں گلتی رہیں اور ڈھلتی رہیں
قیدخانوں کے نام اور غلامی کی شکلیں بدلتی رہیں
سورما اور ساونت آتے رہے
اپنے طبقات کے خادم اپنے مفادات کے پاسباں
رہنما اپنے جلوے دکھاتے رہے
اُن میں سے کوئی بھی کُل کی کُل نوعِ انساں کا خادم نہ تھا
کوئی انساں کا رہبر نہ تھا
کیوں کہ انسان ابھی زیرِ تخلیق تھا
اور بس نیم خلّاق آتے رہے
اور پھر ایک دن
ساری دنیا نے دیکھا کہ انساں کی تخلیق تکمیل کی منزلوں کے قریب آ گئی
اس نے طبقات کی بندشیں توڑ دیں
وہم کی انگلیاں موڑ دیں

اک نئی راہ پر گامزن ہو گیا
اب غلام اور آقا کی تقسیم باقی نہ تھی
کاشتکار اور زمیندار

سرمایہ دار اور مزدور کا

فرق باقی نہ تھا

اور انسان انسان تھا

صرف انسان تھا
اپنی تخلیق پہ مطمئن

اپنی محنت پہ نازاں
مشترک درد و غم مشترک ہر خوشی
مشترک نعمتیں مشترک زندگی

۵

تخت اور تاج کانپے محل ہل گئے
ذرّے اپنی جگہ سے اٹھے اور خورشید بن کر چمکنے لگے

اور چٹانیں پہاڑوں کے سینے سے اترنے لگیں
لال گارڈ میں تبدیل ہونے لگیں
کھیت مزدوروں نے بیلچے لے لئے
کارخانوں سے ہڑتالیں باہر نکل آئیں
اور آندھیوں کی طرح
رہگذاروں پہ چلنے لگیں
جنتا فوجوں میں اور فوجیں جنتا میں ملنے لگیں

مارکس نے قبر سے اُٹھ کے دُنیا کو پیغمبرانہ نگاہوں سے دیکھا
سارے یورپ پہ اک خوف طاری تھا
پیرس پہ ہیبت تھی
لندن پہ لرزہ
اور سرمایہ داری کے جنگل کے سب جانور
بھیڑیئے، ریچھ، گینڈے، سور
اپنے اپنے بلوں، اپنے غاروں میں سہمے ہوئے اور دبکے ہوئے ——

روس میں جشن دُنیا کے محنت کشوں میں خوشی ـــــ
اور وہ خواب جواب تلک خواب تھا
اک چھتے کرۂ ارض پر چھا گیا
زندگی پر نیا بانکپن آ گیا

-: ۶۹ :-

اے زمیں فخـــــر کر
اے عروسِ جہاں مُسکرا
روحِ تاریخ اپنی جبیں سے اندھیرے کی زلفیں ہٹا
خاک پر بسنے والو
آج سے سر اٹھا کر چلو
بے بس و بےکسو وقت کی باگ کو تھام لو
بھیک کے ٹھیکرے پھینک دو
جسم کے چیتھڑے پھونک دو
اب تم آزاد ہو

تاجک اور اُزبک اپنی زبانوں میں باتیں کریں
ترکمان اپنے حرفوں میں اپنی کتابیں پڑھیں
ارمنی اپنی رنگین پوشاک پہنیں
کوسک اپنے حسین گیت اپنے سُروں اپنی آواز میں ڈھال لیں
کال مُک اپنے پیڑوں کے سائے میں ناچیں
زارشاہی ــــ
وہ مظلوم و محکوم قوموں کی قاتل ــــ
فنا ہو گئی ــــ

روس آزاد ہے، روس کی قومیں آزاد ہیں
سوویت یونین مختلف رنگ پھولوں کا ایک ہار ہے
پھول انسانیت اور محبت کے پھول
وہ سمرقند کے باغ میں یا بخارا کے گلشن میں مہکیں
ماسکو، یوکرین، اور یورال میں اپنی خوشبو بکھیریں
سائبیریا کے دل میں کھلیں
یا بدخشاں کے رخسار پر مسکرائیں

پھول پھر کھل رہے ہیں
خوبصورت، مہکتے ہوئے
اُن کے ہر رنگ میں اک نیا حسن، ہر نکھری ہیں نئی تازگی

سوویت یونین کے جواں بخت محنت کشو
آج سے تم ہی اس ملک کے حکمراں
تم ہی اس خاک کے پاسباں
محنت آزاد، تخلیق آزاد ہے
اب تمہارا لہو بھی تمہارا
رگیں بھی تمہاری
ملیں بھی تمہاری
اور یہ پھیلی ہوئی سرزمین بھی تمہاری ہے جو
اپنے مضبوط شانوں کے اوپر اُفق کو اٹھائے ہوئے ہے
تم وہ سورج ہو جس سے نئے عہد کی ابتدا ہو رہی ہے
ساری دنیا کے محنت کشوں کی نگاہیں تمھیں دیکھتی ہیں

اور زمین
اپنے محور سے ہٹ کر
تمہارے ہی سورج کے چاروں طرف گھومتی ہے
وقت اب سے تمہاری ہی رفتار کا نام ہے
اب نئے ہفتے ہوں گے
نئے دن بنیں گے
نئے ماہ و سال آئیں گے
پھل تمہاری ہی کرنوں سے
رنگ اور رس لیں گے
فصلیں تمہاری ہی گرمی سے
پھولیں پھلیں گی۔

کھیت مزدورو، بھوکے کسانو،
وہ زمیندار اور ان کی سرکار باقی نہیں
اپنی دھرتی پہ اپنا نیا راج قائم کرو!

رائفل لے کے اپنے گھروں کی حفاظت کرو
اپنے کھیتوں کی سرحد اُفق تک بڑھا دو
اپنے کھلیانوں کی چوٹیاں آسماں سے ملا دو
اب تمہارے اُگائے ہوئے ناج کا
دانہ دانہ لہو اور آنسو سے بھی قیمتی
سوویت یونین کو
یہ کھیتوں میں ڈھالی ہوئی
گولیاں چاہئیں

شاعرو، عالمو اور دانش ورو
آج سے روح و دل، ذہن و افکار آزاد ہیں
ساز آزاد ہیں، گیت آزاد ہیں
اور تم اپنی دانش فروشی کی لعنت سے آزاد ہو
گاؤ اپنے دلوں کے ترانے
اپنے آزاد ملک اپنی آزاد محنت کے افسانے لکھو

"تم تو انسان کی روح اور دل کے معمار ہو" (استالن)

"تم نہ گاؤ گے تو فوجیں آگے نہ بڑھ پائیں گی" (مایاکوفسکی)

انقلابی صفیں مورچے سر نہ کر پائیں گی

عورتو اپنے چہروں سے اپنی نقابیں الٹ کر چلو
تنگ و تاریک باورچی خانوں سے نکلو
آج سے حسن آزاد ہے
سوویت راج میں چوڑیاں ہتھکڑی بن نہ پائیں گی
اب تمھیں بھیڑ اور بکریوں کی طرح بیچنا جرم ہے
تم کنیز اور لونڈی نہیں
ماں ہو، بیٹی ہو، بیوی ہو، محبوب ہو،
درد اور دکھ کی ساتھی،
اب سے تم گھر کی شہزادیاں
شہر اور گاؤں کی رانیاں
علم و حکمت کے در اپنی مشتاق آنکھوں کو کھولے ہوئے۔

اور دانش کدے اپنی بانہوں کو پھیلائے ہیں
اور سماج اور جیون
تمہاری لطافت
تمہاری محبت کے پیاسے
تمہارے لئے منتظر ہیں

بچو، یہ پارک، اسکول، باغات، یہ پالنے اور جھولے تمہارے لئے ہیں
چڑیاں اب سے تمہارے لئے گائیں گی
تتلیاں دور سے اڑ کر آجائیں گی
چاند تارے تمہارے لئے ناچیں گے
اور ہوائیں کہانی کہیں گی
چاہے کل سوویت ہیں اندھیرا رہے پر تمہارے لئے روشنی آئے گی
چاہے کل روس بھوکا رہے پر تمہارے لئے دودھ کی نہر لہرائے گی
کھیلو اپنے کھلونوں سے کھیلو
ماں کی بانہوں میں جھولو

باپ کی گود میں کھلکھلاؤ
اب تمھیں گرنیاں اور کانیں نگلنے نہیں پائیں گی
اب تمہارے چمکتے ہوئے سر پہ لینین کا شفقت بھرا مہربان ہاتھ ہے
اور ستالن کے بیٹے تمہارے گھروں اور میدانوں اور سرحدوں کی حفاظت میں
مصروف ہیں
اب تمہارے کھلونے چرائے نہیں جائیں گے

ساری دنیا کی قومو سنو،
اپنے دل کے لہو میں بھگوئی ہوئی روٹیاں کب تلک کھاؤ گے
سامراجی لڑائی کا جوالا کھی پاٹ دو
جنگ کی سازشوں کی رگیں کاٹ دو
سوویت یونین دوستی کے لئے ہاتھ پھیلا رہا ہے
امن ہر قوم کیواسطے
امن ہر ملک کیواسطے
امن ہر آدمی کے لئے

شانتی زندگی کے لئے

لینن اور استالن کے دل کی صدا
کوہساروں کے سر سے گذرتی ہوئی
اور ہواؤں کی لہروں پہ اُڑتی ہوئی
آئی اور ساری دُنیا کے کانوں میں رس بھر گئی
اور ہر دل ہر اک سوویت یونین بن گیا

-: ۲ :-

چین نے اپنی غمناک آنکھیں اٹھائیں
اس کے چہرے کی سب جھرّیاں ہنس پڑیں
ہند نے روس کو مڑ کے دیکھا، نئے قافلے چل پڑے
اور ایران و ترکی نے انگڑائی لی
نیل کے دھارے پلکوں سے ڈھلکنے لگے
سارے عالم میں انساں کا سر فخر سے اٹھ گیا

"

اور اس دن سے

اسٹالن ہاتھ

انسان کی قسمت کی باگیں سنبھالے ہوئے ہے

" ۴ "

آج پیرس کے باغات سرسبز

انگور کی بیلیں شاداب

برطانوی میوزیم بھیڑ سے آباد ہے

ڈارون اور ملٹن کے چہروں پہ عظمت

کتابوں کے ماتھوں پہ سنجیدگی

بائرن کیٹس شیلی کے نغمات آزاد ہیں

کیونکہ انسانی روس نے چیخیف اور طالسطائی کی توہین برداشت کی

اپنی تہذیب کو جلتے دیکھا

ان کے دل رو دیے اور آنکھیں لہو ہو گئیں

سینے جلنے لگے

۱۱۹۴۳

اور وہ ہاتھ بھی

جن میں اب تک فقط ساز تھے

رائفل پر لپکنے لگے

ہٹلر کی فوجیں طوفان کی طرح اٹھی تھیں اور آندھیوں کی طرح آئی تھیں
آخرش روس کی خاک پر سرنگوں ہو گئیں
برف میں کھو گئیں
آنکھیں آکاش کو تک رہی ہیں
ٹھیکروں کی طرح ان کے تمغے زمیں پر پڑے ہیں
ان کے چہرے غضبناک تھے۔
ہاتھ سفاک تھے
انگلیاں عورتوں اور بچّوں کی گردن دبانے میں مشّاق، لاشوں سے
کپڑے چرانے میں استاد تھیں
اور وہ روسی خزاں کی ہواؤں میں سوکھی ہوئی ٹہنیوں کی طرح جھڑ گئیں

آج حافظ کے محبوب شیراز کی خاک تابندہ ہے
اور خیام و سعدی کی قبروں پہ پاکیزگی کے گھنے سائے ہیں
اور فردوسی کے شاہنامے کے اوراق انسان کے خون سے پاک ہیں
ہند میں تاج کا عکس جمنا کی لہروں سے اٹکھیلیاں کر رہا ہے، مدورا کے
مندر سرفراز ہیں
اور اجنتا کی شہزادیاں اپنی ٹھنڈی گپھاؤں میں سوئی ہوئی
اپنے صدیوں کے خوابوں میں کھوئی ہوئی ہیں
سوویت یونین کے جوانوں نے اپنا لہو دے کے ان کو بچا یا
اس تباہی کی بڑھتی ہوئی آگ کو
سوویت ماؤں کے آنسوؤں نے بجھایا
ہم اس احسان کو بھول سکتے نہیں

وہ جو نازی درندوں اور ایران کے بیچ میں آ کے حائل ہوا
اسٹالین کا ہاتھ تھا
وہ جو ہٹلر کی فوجوں کے رستے میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا۔

اسٹالین کا جسم تھا
جس نے اس آگ، بارود کے تند سیلاب کو غرق خود اسکے ہی خون میں کر دیا
اسٹالین کا شہر تھا
جس نے سنسار کو امن اور شانتی بخش دی
اسٹالین کا وار تھا

ساتھیو اسٹالین کے ہاتھ کی سچ کہو
اب بھی یہ آہنی ہاتھ دھرتی کے سینے پہ اک ڈھال کی طرح رکھا ہوا ہے
ہر نئے ملک میں اس کی رنگت بدل جاتی ہے
نام تبدیل ہو جاتا ہے
سوویت یونین میں اسے کاتیا اور ملیشا بھی کہتے ہیں، منارستاں میں محمد،
ہری، اور کراچی میں محبوب، مقبول، لاہور میں فاطمہ، چین میں لی
ہزارے میں گلباز، یونان میں مارکو
یہ جہاں بھی ہو اسٹالنی ہاتھ ہے
رنگ اور نام بدلے ہوئے ہیں لہو ایک ہے۔

اور وہ سرخ ہے
اور اس آہنی ہاتھ کو کوئی ایٹم کا بم توڑ سکتا نہیں

۹

لینن اپنے حسین مقبرے میں نہیں ہے نہ استالن کے سینے میں ہے
اس کی آواز میں، سانس میں، روح میں، دل میں، آنکھوں میں، تدبیر میں،
اور استالین ہمارے دلوں کے کرملین ہیں
روس کی سرحدوں کی کوئی حد نہیں
ملک اور سلطنت کی حدیں وادیوں، ندیوں اور پہاڑوں تلک
قوم کی سرحدیں صرف تاریخ و نقش و معاش و زبان و تمدن تلک
لیکن انسان کی کوئی سرحد نہیں
سوویت یونین کی حدیں
وادی و دشت و کہسار کو توڑ کر خود دلوں سے گذر جاتی ہیں
اور نیویارک کے کارخانوں میں، لندن کے بجلی گھروں میں کناڈا کے کھیتوں میں
بنگال کے جھونپڑوں اور نئی دہلی کے دفتروں میں بکھر جاتی ہیں۔

ساری انسانیت ایک ہے
چین کے آتش افروز رخسار سے
خون آلودہ یونان کے چاک قلب و جگر تک
میکسکو اور اسپین کی رات سے
ہنگری اور رومانیہ کی سحر تک
سوویت یونین کے طرب زار سے
ہند و ایران کے آنسوؤں تک
حبشیوں کی سلگتی ہوئی روح سے
ویت نام اور برما کی بپھری ہوئی بجلیوں تک
ساری انسانیت ایک ہے
کرۂ ارض بھی ایک ہے
کائنات ایک ہے
اور وہ جہد و پیکار بھی ایک ہے
جس کا ہر مورچہ روح اور دل کی دیوار ہے

اپنا درد ایک ہے، اپنا غم ایک ہے
ایک اپنی مسرت، مسرت کے خواب
اور خوابوں کی تعبیر بھی ایک ہے
امن، انسانیت، زندگی، قہقہے
علم، حکمت، ہنر، شاعری،
راگنی، پھول، بچے، محبت، بہاریں

کچھ بہاریں جواں ہو چکی ہیں
کچھ ابھی نو شگفتہ شگوفوں کے آغوش میں پرورش پا رہی ہیں
کچھ ابھی زیرِ تخلیق ہیں
ہم ان اپنی بہاروں کو انسان کے خون میں غرق ہونے نہ دیں گے
جنگ کی سازشیں کرنے والوں کو ہم
اپنی لاشوں کے اوپر گذرنے نہ دیں گے
ہم شعاعوں کی مانند دنیا میں بکھرے ہوئے
آسماں کی طرح ساری دھرتی پہ [illegible]

جو تمہارے گھروں میں لڑی جائے گی
ایک گمنام مزدور اٹھیگا، اور اس کی انگلی کے پہلے اشارے پہ پہیئے
دھروں سے اتر جائیں گے
ٹینک راہوں میں کھو جائیں گے
مورچے روس کی سمت سے اپنا منہ پھیر لیں گے
اور تمہارے ہی ایٹم کے بمبار تم پر جھپٹنے لگیں گے
اور تمہارے محل نیچے دھنس جائیں گے
کالے پاتال میں غرق ہو جائیں گے

ماسکو کو مٹانا کوئی کھیل کوئی تماشا نہیں
تمکو دنیا کا ہر شہر، ہر گاؤں، ہر جسم، ایٹم سے مسمار کرنا پڑیگا
اور زمیں کی حسین گیند کو جو ہوا کے پروں پر فضاؤں میں اُڑتی چلی جا رہی ہے
بُلندی سے نیچے گرانا پڑیگا
اور یہ ممکن نہیں ایٹمی احمقو
اور یہ ممکن نہیں

یہ کسی طرح ممکن نہیں

-۱۰-

خوش ہو اے سرزمین وطن میرے ہندوستاں
تیری سرحد پہ اک دیس ہے
ارضِ کشمیر کی خون رو دتی بہاروں کے اس پار ہنستی بہاروں کی دنیا
تاجکستان اور ازبکستان کی سرزمیں
اور اس سے پرے کوہ قفقاز رومان انگیز ہے
وادیاں زندگی بخش ہیں
برف کی چوٹیاں حوصلہ آزما
خواب آور صنوبر کے سائے
جن کی ٹھنڈی ہوایں تمارا کی دلکش جوانی نے انگڑائی لی
رُستم دیہلی نے حسن اور شجاعت کے افسانے گائے
نظامی نے نغمات کے پھول برسائے
خاقانی نے اپنے اشکوں کے موتی بکھیرے

میرے بچپن نے قفقاز کی سُرخ اور سبز پریوں کے قصّے سنے
جن سے میرا تخیّل ابھی تک پری خانہ ہے
ان کی پیشانیاں برف کی
آنکھیں نیلم کی
اور ہونٹ یاقوت کے

شاہزادوں کی عاشق ۔۔۔
لیکن اب کوہ قفقاز کی گود میں ایک پری اور ہے
اس کے شانوں پر فولاد کے پر ہیں، بالوں میں بجلی کی لہریں
یہ نئی زندگی، اشتراکی حقیقت ہے جو شاہزادوں کی عاشق نہیں
ایک موچی کے بیٹے نے اپنی جوانی کے خوابوں میں اس کا تصوّر کیا
اور سوجان سو دل سے اس پر فدا ہو گیا
راہبوں اور کلیساؤں نے اسے روکا
حکمرانوں نے ٹوکا
بھوک اور پیاس کے ریگ زار اس کی راہوں میں حائل ہوئے
وہ مگر اپنے خوابوں کو سینے سے لپٹائے چلتا رہا

آگے بڑھتا رہا
آخرش سختیاں کانپ کر مٹ گئیں
اور مصائب نے اپنی سپر ڈال دی
اور وہ فردوس پیدا ہوا
جس میں انسان آزاد ہے

پچھلی صدیوں میں اس دیس سے
تاجکستان اور ازبکستان کی سرزمیں سے
صرف فاتح یہاں آتے تھے
ہند کے چپے چپے کو خاک اور خون میں ڈبو کر چلے جاتے تھے
کتنے چنگیز کتنے ہی تیمور، کتنے ہی ترک اور تاتاری آئے
لیکن اب مغربی کوہساروں کے اس پار سے
لینن اور استالین کے دیس سے
جس کو کوہ ہمالہ کے شاہین اپنی بلندی پہ بیٹھے ہوئے رشک سے دیکھتے ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلی آ رہی ہیں

اور خبریں بہاروں کی پوشاک پہنے ہوئے
نرم گیہوں کے خوشوں، روئی کے شگوفوں سے پیشانیوں کو سجائے ہوئے
اپنے ہاتھوں پہ علم اور حکمت کی شمعیں جلائے ہوئے
اور محبت کے پیغام نرسوں زاوے کی آواز ہیں
اور لینن کا جوشِ عمل، اسٹالین کا کیفِ نظر
ایلیا اور فدائیف کی روح کی گرمیاں
مایاکاوسکی اور تخوناف کے زمزمے
لائی سنکو کی وجد آفریں جرأتیں
گورکی کے محبت بھرے دل کی بیتابیاں
جو مہکتے ہوئے نرم اور صاف کاغذ کے سینے پہ الفاظ بن کر ابھر آئی ہیں

آسماں نیلگوں ہے
زمیں سبز ہے
اور افق سرخ ہے
قید خانوں کے دیوار و در صرف مٹی کا اک ڈھیر ہیں۔

پھانسیاں سرنگوں
نوجوانوں کے ہاتھوں میں بندوق پستول اور نازیانے نہیں

پھول ہیں، ساز ہیں، جام ہیں
کسقدر خوبصورت ہیں وہ ہاتھ وہ انگلیاں
جن کی پوروں سے مال اور دولت کی گنگا رواں ہے

کتنے شاداب چہرے ہیں
کتنے حسین ہونٹ ہیں
کتنی تابندہ پیشانیاں

کتنی بھرپور ہیں کھیتیاں
جنکے سینے پہ بجلی کے ہل بیل بوٹے بناتے ہوئے چل رہے ہیں
بجلیاں خرمنوں کی حفاظت پہ مامور ہیں
روٹیاں سرخ ہونٹوں کے بوسوں سے سرشار ہیں

لڑکیاں گا رہی ہیں
بچے ماؤں کی گردن میں باہیں ڈالے ہنس رہے ہیں
اور اپنے وطن کے شہیدوں کے خوابوں کی تعبیر سے کھیلتے پھر رہے ہیں۔

-:۱۲:-

"دیتن بھگتوں" ہیں کُہ کھلبلی مچ گئی
چور بازار میں شور پیدا ہوا
اور کوکین وافیون کے سارے بیوپاری
چکلوں کے دلال
سٹے کے ماہر خفا ہو گئے
اور وہ بھاڑے کے ٹٹو بکنے لگے
جن کے چوڑے دہانوں میں اٹلی، ٹرومین اور مارشل کی لگامیں لگی ہیں
"سوویت یونین میں تو تلوار و بندوق کا راج ہے
حکمرانوں نے انسان کی آزادیاں چھین لی ہیں"

اندھی آنکھوں کو سورج بھی اندھا نظر آتا ہے
سوویت یونین کوئی جنگل نہیں بھیڑیئے جس میں آزاد ہوں

یہ لیٹیروں کی اور بدمعاشوں کی جنت نہیں
اس میں ٹاٹاؤں اور برلاؤں کو
آدمی کا لہو چوسنے اور گلے کاٹنے کی اجازت نہیں
یہ زمیں چور بازاروں کے واسطے تنگ ہے۔

وہ جو اس سرخ دستے کا سالار ہے
زار شاہی کے اک کھیت مزدور کا لال ہے
اس کی ماں نے اسے اصطبل میں جنا تھا
اور یہ نوعمر لڑکی جو اب انقلابی عدالت کی کرسی پہ ہے
یا وہ دوشیزہ جو اک ٹرکٹر پہ بیٹھی ہوئی ہے
اس کی ماں چند روبل میں بِک گئی تھی
اور وہ سائنس داں جس کے سینے میں ایٹم کی قوت کا ہر راز محفوظ ہے
ایک فولاد کے کارخانے میں مزدور تھا
اور [illegible] تھا
[illegible] بجلی گھروں کے نیلے نشاں ہیں

یہ نئی زندگانی کے معمار ہیں
ان کے سینوں میں شیروں کے دل
ان کے ہاتھوں میں مزدور کی انگلیاں
ان کے ماتھوں پہ پسینے کے ننھے کا نور
انکھڑیوں میں ستالن کی آنکھوں کی سنجیدگی اور گمبھیرتا
ان کو انسانیت کے گلے کاٹنے، خون بہانے کی فرصت نہیں
یہ پہاڑوں کے سینوں کو بہ رہے ہیں
زمیں کی تہوں کو الٹنے میں مصروف
دریاؤں پہ پل بنانے میں مشغول ہیں
ان کو بمبار اور ٹینکوں سے زیادہ عزیز اپنے بجلی کے ہل ہیں
ان کو جنگی محاذوں سے نفرت ہے اور ٹریکٹروں سے محبت
یہ لہو دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔
ان کو زخموں سے رغبت نہیں
یہ بنفشہ کے پھولوں، صنوبر کے سایوں کے عاشق
تلسی داس اور فردوسی کی شاعری کے پرستار، ٹیگور، لیونارڈو،

مائیکل انجلو کے پرہمی۔
یہ تھوون کے گیتوں میں کھو جانے والے
تانیانا کی الھڑ محبت پہ رو دینے والے
شیریں فرہاد کی داستانِ محبت کو اپنی محبت بنا لینے والے
سوویت یونین کے سپوت
ان کو لینن نے پیدا کیا، استالن نے پالا
اور اس رہ پہ چلنا سکھایا جسے آج دنیا کی ہر قوم اپنا رہی ہے

سوویت یونین کی بہاروں کی جے
آبشاروں کی جے، برق پاروں کی جے
دل بروں، گل رخوں، مہ جبینوں کی جے
آنچلوں، دامنوں، آستینوں کی جے
سوویت ماؤں کے گرم سینوں کی جے
ماؤں کے دودھ کی پاک دھاروں کی جے
پارکوں، پالنوں، گاہواروں کی جے

دودھ پیتے ہوئے نونہالوں کی جے
بلبلوں تتلیوں اور غزالوں کی جے
نیلی جھیلوں، بنفشہ کے پھولوں کی جے
دل کی پینگوں، محبت کے جھولوں کی جے
دودھ، شہد اور پانی کے پیالوں کی جے
چاولوں، روٹیوں اور نوالوں کی جے
استالن کی خاموش نظروں کی جے
دوب پر نرم شبنم کے قطروں کی جے
کاشتکاروں کی جے، کامگاروں کی جے
ابر دولت کی ٹھنڈی پھواروں کی جے
انجنوں پٹریوں اور ریلوں کی جے
سیب کے پیڑوں انگور کی سبز بیلوں کی جے
میوزیم کی، کتب خانوں کی، اسپتالوں کی جے
علم و حکمت کی جے، باکمالوں کی جے
کوئلے اور لوہے کی کانوں کی جے

سُرخ قوموں کی میٹھی زبانوں کی جے
والگا اور قفقاز کے پاسبانوں کی جے
برف کے نیچے سوتے جوانوں کی جے
شاعروں کے ترانوں کی جے
لیکھکوں کے فسانوں کی جے
امن اور شانتی کے لیے لڑنے والوں کی جے
مسکراتے ہوئے ہونٹ ہنستے ہوئے سرخ گالوں کی جے
حریت کے چمکتے شرارے کی جے
امن کے جگمگاتے ستارے کی جے
ماسکو سوویت یونین اور لینن کی جے
نوعِ انساں کے رہبر ستالن کی جے

دسمبر ۱۹۴۰ء

بیرونی ناموں کی تشریح

ایلیا — پورا نام ایلیا اہرن برگ ہے۔ سوویت یونین کا عظیم ناول نگار اور ادیب جو سب سے بڑی ادبی عزت۔ اسٹالن انعام۔ حاصل کرچکا ہے۔

اُزبک — سوویت یونین کی ایک قوم جو کشمیر کے پچھم اور ایران کے اتر میں آباد ہے۔

باطوم — بحرِ اسود کے مشرقی ساحل پر ایک شہر جو تیل کے چشموں کیلئے مشہور ہے

باکو — بحرِ کیسپین کے مغربی ساحل پر ایک شہر جو تیل کے چشموں کیلئے مشہور ہے

بخارا — ازبکستان کا ایک مشہور شہر جسے تاریخی عظمت حاصل ہے

بدخشاں — تاجکستان کے مشرق میں ایک شہر، اسکو بھی تاریخی شہرت حاصل ہے

بائرن	انیسویں صدی کا رومانوی انگریزی شاعر
بیتھوون	انیسویں صدی کا عظیم جرمن موسیقار
بخارن	روسی کیمونسٹ پارٹی کا ممبر تھا جس نے لینن کے اصولوں اور سوویت یونین سے غداری کی، سازش میں پکڑا گیا، اور موت کی سزا ملی۔
بیری کیڈ	سڑک پر راستہ بند کرکے مورچہ بنانا تاکہ دشمن کے سپاہی آگے نہ بڑھ سکیں یہ مورچے ہر انقلاب کے وقت بنتے ہیں
تاتیانا	روس کے کلاسکی شاعر پشکن کی سب سے مشہور نظم "یوجین آنیگن" کی ہیروئن۔ تاتیانا کے کردار، روسی عورت کی سادگی، خلوص اور محبت کی سچی تصویر مانا جاتا ہے
تاجک	سوویت یونین کی ایک قوم جو کشمیر کے پچھم اور ایران کے اتر میں آباد ہے۔
تخونات	سوویت یونین کا مشہور شاعر
ترسون زاد	"تاجکستان کا مشہور شاعر جو ہندوستان بھی آیا تھا، اس نے ہندستان پر ایک طویل نظم فارسی میں لکھی ہے جس پر اسکو اسٹالن انعام ملا ہے
ٹراٹسکی	روسی کیمونسٹ پارٹی کا ممبر تھا جس نے لینن کے اصولوں اور سوویت

حکومت سے غداری کی، اس کی غداری کا سلسلہ انقلاب سے پہلے ہی شروع ہوچکا تھا۔

تمارا۔ جیارجیا کی ملکہ کا نام جس نے بارھویں اور تیرھویں صدی میں حکومت کی۔ اسکا دور جیارجیا کی تہذیبی ترقی کے لئے مشہور ہے

ٹنڈرا روس کے شمالی علاقے کے وسیع برفستان

تئیگا۔ روس کے شمال اور ٹنڈرا کے جنوب میں پھیلے ہوئے ہزاروں میل لمبے جنگل جن کے بعض حصوں میں انقلاب سے پہلے کسی انسان نے قدم نہیں رکھا تھا، وہاں کے باشندوں کی ترقی کئی ہزار برس پہلے رک گئی تھی، اور وہ انقلاب روس کے وقت تک پتھر، اور لوہے کے دور میں تھے، انقلاب نے انھیں براہ راست اشتراکیت کے دور میں داخل کردیا۔ وہاں کی ننائی قوم سب سے زیادہ مشہور ہے

چکشی سوویت یونین کے شمال مشرقی برفستانی علاقے کی ایک چھوٹی سی قوم۔ اس کا حال بھی تئیگا کے باشندوں کا سا تھا۔

چیخوف روس کی آخری انیسویں صدی کا عظیم افسانہ نگار جس کی یادگاروں کو

جرمن نازیوں نے تباہ کرنے کی کوشش کی

حافظ — ایران کا عظیم کلاسیکی شاعر (چودھویں صدی)

خاقانی — سوویت آذربائیجان کا کلاسیکی شاعر جس نے فارسی زبان میں شاعری کی ہے (بارہویں صدی) اسکا باپ بڑھئی تھا، اور ماں کنیز تھی شروان شاہ نے اس کو قید کر دیا تھا، جہاں اس نے اپنی سب سے شاندار نظم کہی

خیام — ایران کا کلاسیکی شاعر (تیرھویں صدی)

ڈارون — انیسویں صدی کا انگریز سائنسداں جس نے انسان کے ارتقا پر عظیم الشان کام کیا ہے

ڈان — ایک مشہور روسی دریا کا نام اور اس کے آس پاس کے علاقے کا نام جہیں کوسک قوم آباد ہے

ڈینکن — ایک سفید روسی فوجی افسر جس نے روسی انقلاب کیخلاف دنیا کو سامراجیوں کے ساتھ ملکر فوجی مداخلت میں حصہ لیا۔

رُشت ویلی — استالن کے وطن جارجیا کا قومی شاعر (بارہویں صدی) جو ملکہ تمارا کے عہد میں تھا، اس نے جارجیا کی آزادی اور شجاعت کے گیت

گائے ہیں۔

ریفیل	اطالیہ کا کلاسیکی مصوّر
رینگل	ایک سفید روسی افسر جس نے ڈنیکن کی طرح روسی انقلاب کے خلاف دنیا کے سامراجیوں کے ساتھ مل کر فوجی مداخلت میں حصّہ لیا
زویا	روسی چھاپہ مار لڑکی جسے جرمنوں نے پھانسی دیدی، وہ ساری آزاد دنیا کی ہیروئن ہے
سعدی	ایران کا کلاسیکی شاعر
سیزر	اطالیہ کے دورِ غلامی کے حکمرانوں کا خطاب
سمرقند	ازبکستان کا مشہور شہر جسے تاریخی عظمت حاصل ہے
شیلی	انیسویں صدی کا رومانی انگریزی شاعر، بائرن کا ہم عصر
طالسطائی	انیسویں صدی کے روس کا عظیم ناول نگار جس کی یادگاروں کو جرمن نازیوں نے تباہ کرنے کی کوشش کی
فدائیف	سوویت یونین کا عظیم ناول نگار جسے اسٹالن انعام مل چکا ہے
فردوسی	ایران کا شاعرِ عظیم۔ شاہنامہ کا مصنف (دسویں صدی)
قفقاز	سوویت یونین کے جنوبی علاقے میں بحرِ اسود اور بحرِ کیسپین

کے درمیان پہاڑی سلسلہ جو کہانیوں میں کوہ قاف کے نام سے مشہور ہے۔ انسانی کا وطن جیارجیا اسی پہاڑی کے دامن میں ہے جس سے ملی ہوئی آرمینیا اور آذربائیجان کی سوویت ریپبلکیں ہیں

کاکیشس قفقاز کا انگریزی نام۔ کالمک۔ سوویت یونین کی ایک قومیت۔

کتیوشا یہ لفظ انسانی کتھا کے اس مصرعے میں استعمال ہوا ہے " ہنستے ہنستے لوٹ جائیں کتیوشائیں بڑھتے جاؤ" یہ روس میں لڑکیوں کا بڑا مقبول اور عام نام ہے، اور سوویت کے ہر دلعزیز شاعر ازاکافسکی کی ایک نظم کا کردار بھی ہے۔ زمانۂ جنگ میں اس نظم کی مقبولیت کی وجہ سے سوویت یونین نے اپنی ایک نئی قسم کی توپ کا نام کتیوشا رکھ دیا تھا۔ یہ کتیوشائیں سرخ فوج کو بہت پیاری تھیں لیکن جرمن نازیوں کا دم نکلتا تھا۔

کُرباک چک چی علاقے میں آباد ویسی ہی ایک چھوٹی سی قوم

کوسک ڈان کے علاقے میں آباد قوم کا نام، اس قوم کے لوگ بڑے رومانی اور جنگ جو ہوتے ہیں۔

کولچک — ایک سفید روسی افسر جس نے دینکن اور رینگل کی طرح انقلاب کیخلاف سامراجی طاقتوں کے ساتھ مل کر فوجی مداخلت میں حصہ لیا۔

کولک — امیر کسان جو دیہات کا بورژوا ہوتا ہے۔ یہ روسی زبان کا لفظ ہے

کیٹس — انیسویں صدی کا رومانی انگریزی شاعر۔ بائرن اور شیلی کا ہم عصر

گلوٹین — ایک طرح کا مشین سے چلنے والا گنڈاسا جو انقلاب فرانس (۱۷۸۹-۹۳ء) کے وقت غداروں کا سر کاٹنے کے لئے استعمال کیا گیا۔

گورکی — میکسم گورکی۔ سوویت کا سب سے بڑا انقلابی افسانہ نگار اور ادیب جس نے اشتراکی حقیقت نگاری کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۳۶ء میں انتقال ہوا۔

لائسنکو۔ سوویت یونین کا مشہور سائنسدان جس نے اپنے مادی نظریات کی مدد سے حیاتیاتی علوم میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ حاصل کی ہوئی خصوصیات نسلوں میں منتقل کی جا سکتی ہیں۔ اس سے پودوں اور جانوروں کی بہتر قسمیں پیدا

ہو رہی ہیں۔

لوئی — فرانس کا بادشاہ جسے انقلابِ فرانس کے وقت گلوٹین پر چڑھا دیا گیا۔

لیونارڈو — لیونارڈو ڈی ونچی۔ اطالیہ کا کلاسیکی مصور

مایاکاوسکی — سوویت یونین کا سب سے بڑا انقلابی شاعر ۱۹۳۰ء میں خودکشی کر لی۔

مائیکل انجلو — اطالیہ کا کلاسیکی بت تراش

ملٹن — شکسپیر کے بعد انگلستان کا عظیم ترین شاعر (سترھویں صدی) جس نے جاگیرداروں کے خلاف ابھرتے ہوئے بورژوا طبقے کے انقلابی جذبات کی ترجمانی کی۔ اس کی سب سے مشہور نظم "فردوسِ گم شدہ" ہے

نظامی — آذربائیجان کا قومی شاعر جس نے فارسی میں شاعری کی (بارہویں صدی) نظامی کی پانچ مثنویوں کا مجموعہ خمسہ عالمگیر شہرت حاصل کر چکا ہے، اس کی مثنوی شیریں فرہاد کا درجہ شکسپیر کے "رومیو جولیٹ" اور گوئٹے کے "ورتھر" سے بڑا سمجھا جاتا ہے

نکولس   روس کا زار (بادشاہ) جسے سن ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے وقت قتل کر دیا گیا۔

والگا   سوویت یونین کا سب سے مشہور دریا جس کے کنارے اسٹالن گراد آباد ہے۔

یورال   سوویت یونین کے وسط میں پہاڑی سلسلہ جو یورپ اور ایشیا کو الگ کرتا ہے۔

یوکرین   سوویت یونین کے مغربی علاقے کی ایک ریپبلک۔

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	یہ عز زر داری	یہ غرورِ زر داری
۷	۹	آک دن	ایک دن
۱۰	۲ — ۳	مقعود الذات	مقصود بالذات
۱۵	۱۰	سامراج ادیوں	سامراج وادیوں
۱۶	۸	یات	حیات
۲۳	۱۰	کنڈکی	کُنڈلی
۲۵	۴	چوپٹ راج	چوپٹ راجہ
۲۵	۱۲	لے	نے
۲۶	۶	روس کے کرنے ہیں	روس کے کرنے کرنے ہیں
۲۶	۱۴	رُکت	رکت
۲۸	۱	کے	کا
۲۸	۷	ماتھے	ماتے
۳۱	۷	کو لگ	کو لک
۳۹	۶	اپنے اور پرانے	اپنے اور پرانے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۰	غلتے	غلّہ
۳۹	۱۳	ہتیاروں	ہتّیاروں
۴۰	۱۱	مزدورد	مزدوروں
۴۴	۵	منھ	منہ
۴۵	۱۰	جھکے ۔۔ ہیں	جھکے منہ میں
۴۶	۶	کنھن کنھن	کھنن کھنن
۴۷	۱۲	پرن	پوَرن
۴۹	۱۰	راہ	راکھ
۵۲	۸	ہتھیارے	ہتّیارے
۵۲	۱۱	مزدور اور مزدو	مزدور اور مزدور
۵۵	۶	سکھیا	سکھیاں
۵۵	۸	نیا جال	اپنا جال
۵۶		ساتویں مصرعے کے بعد یہ مصرعہ لکھا جائے "اس کا جیون لہراتی شاخوں میں ہوا کے نغموں میں"	
۶۰	۱	حلوسوں	جلوسوں
۶۱	۱۴	مرا ذمن	مرا ذہن
۶۲	۹	اپنی محنت پر نازاں	اپنی محنت پہ نازاں
۶۷	۱	سینے سے اترنے لگیں	سینے سے اٹھنے لگیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦۷	۲	لال گارڈ	لال گارد
۷۱	۱	اور زمین	اور زمیں
۷٦	۲	لینن اورا ستالن	لینن اور ایستالن
۷٦	۱۱	پلکوں سے ڈھلکنے لگے	پلکوں سے ڈھلنے لگے
۷۷	۲	اتالن ہاتھ	استالنی ہاتھ
۷۷	۳	انسان کی قسمت	انساں کی قسمت
۷۸	۱۰	صفاک	سفاک
۸۰	۴	استالین	ایستالین
۸۱	۵	استالین	ستالن
۸۳		آخری مصرعے کے بعد یہ مصرعے پڑھے جائیں	

" فصلِ گل کی طرح شاخ در شاخ پھیلے ہوئے
اپنی دھرتی سے صدیوں کا بارِ گراں پھینک دینے کو تیار ہیں
بولو تم اپنے ایٹم کے بم کس پہ برساؤ گے
بولو امریکی برطانوی بدمعاشو لیڈرو
ماسکو ماسکو میں نہیں
خود تمہارے ہی شہروں میں ہے
خود تمہارے گھروں اور باورچی خانوں میں ہے
تیسری جنگ کی کوکھ میں ایک جنگ اور ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	آخری سطر	خاقان	خاقانی
۸۶	۱۲	اسے روکا	اس کو روکا
۸۶	۱۴	ریگ وزار	ریگزار
۸۷	۱۲	لینن اور ستالین	لینن اور ایستالین
۸۸	۴	ترسون زادے	ترسون زادے
۸۸	۵	استالین	ایستالن
۸۸	۷	مایا کاوسکی	مایا کاوُسکی
۸۹	۱۴	باہیں ڈالے	باہیں حائل کیے
۹۱	۲	تاتاؤں اور براؤں	تاتاؤں براؤں
۹۳	۶	استالن	ایستالن
۹۴	۷	استالن	ایستالن
۹۷	۸	تاتیانا کے کردار	تاتیانا کا کردار
۹۷	۱۳	ترسون زاد	ترسون زادہ
۱۰۲	۱۰	حقیقت نگار	حقیقت نگاری

ہماری دوسری کتابیں

نئی دنیا کو سلام	نظمیں	سردار جعفری	۳/۰/۰
آخرِ شب	"	کیفی اعظمی	۳/۰/۰
اجنتا سے آگے	کہانیوں کا مجموعہ	کرشن چندر	۲/۱۲/۰
ہم وحشی ہیں	"		۱/۸/۰
چغد	"	سعادت حسن منٹو	۳/۴/۰
دھانی بانکیں	ڈرامہ	عصمت چغتائی	۱/۰/۰
زعفران کے پھول	کہانیوں کا مجموعہ	خواجہ احمد عباس	۲/۱۲/۰
قلی	ناول	ملک راج آنند	۶/۸/۰
کوکھ جلی	کہانیوں کا مجموعہ	راجندر سنگھ بیدی	۳/۰/۰
گالی	"	مہندر ناتھ	۲/۱۲/۰
نراس میں آس	"	صالحہ عابد حسین	/۱۲/۰
سیب کا درخت	ناول	جان گالزوردی	۲/۰
پھانسی کے سائے میں	رپورتاژ	جولیس فیوچک	/۸/۰
اردو، ہندی، ہندوستانی	مقالہ	سجاد ظہیر	/۱۲/۰
ادب اور سماج	تنقیدی مضامین	احتشام حسین	/۱۲/۰
سب رنگ	نظمیں	اختر الایمان	/۸/۰
تغیرِ حیات	"	حافظ محمد ولایت اللہ	/۸/۰
چینی گاؤں	ناول	تان چون	۲/۱۲/۰